عبوری حکومت کیلئے ایک ایسی شوریٰ ہونی چاہیئے جس میں مہاجرین اور مجاهدین کے منتخب نمائندے شرکت کریں اور عبوری حکومت کیلئے ایک امیر منتخب کریں۔ اس سلسلے میں پیر صاحب نے اپنے پیغام میں کہا ہے۔ میں ایک بار پھر اتحاد کے ارکان سے درخواست کرونگا کہ وہ اپنے منصوبے کو منتخب نمائندوں کے سامنے پیش کریں۔

ابن الوقتی روسی رہنماؤں کا رہنما اصول

(تحریر عبدالقیوم مہمند)

روسی حکمرانو کی تاریخ منافقت اور دھوکہ دھی کے مسلسل واقعات سے بھری پڑی ہے۔ خود غرضی اور ابن الوقتی ان حکمرانو کا جز و ایمان بن چکا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل کی خاطر ہر قسم کے اوچھے ہتکنڈے استعمال کرتے ہیں اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے ہر قسم کا جھوٹ، دغا بازی، فریب اور منافقت کا سہارا لیتے ہیں۔ روسی حکمرانوں کی ہر بات ذو معنی ہوتی ہیں اور وہ حالات و واقعات کے مطابق اپنے کئے ہوئے وعدوں اور کہے ہوئے الفاظ کو معنویت کا جامہ پہناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کسی بات پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

اپنے پیشروں کی طرح روس کے موجودہ حکمران گورباچوف بھی منافقت، جھوٹ اور فریب کے اسی اصول پر کاربند ہیں اور اسی اصول کی رو اپنے مزموم مقاصد کے حصول کیلئے کوشاں ہیں۔

روس کے موجودہ حکمران گورباچوف اپنی داخلی اور خارجی پالیسی کی بنیاد دو اصطلاحات پر رکھی ہے ان میں ایک اصطلاح (Glasast) ہے جو روسی زبان میں آزادی کا ہم معنی لفظ ہے۔ جبکہ دوسری اصطلاح (Prestrarks) ہے جس کے معنی از سر نو تعمیر کے ہیں۔ جو لوگ روسی معاشرے کی ساخت اور روسی حکمرانو کے سیاسی شعبدوں سے واقف ہیں وہ ان اصطلاحات کے پس منظر اور معنوں سے بھی اچھی طرح با خبر ہیں، لیکن اس کے باوجود عام لوگوں کو معلومات کی غرض سے میں ان اصطلاحات کی تشریح کرنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ روسی حکمرانوں کے قبیح چہروں سے صحیح طریقے سے نقاب اٹھایا جا سکے چونکہ ایک مضمون میں ان دونوں اصطلاحات پر سیر حاصل گفتگو ممکن نہیں ہے اس لئے میں صرف ایک اصطلاح گلازاسٹ کی تشریح پر اکتفا کرونگا۔

اس اصطلاح کا پس منظر جاننے کیلئے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ روس میں ٹوٹا لسٹیرین طرز کی کیمونسٹ حکومت قائم ہے۔ جہاں فرد کے انفرادی حقوق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور شخصی آزادی کو اجتماعیت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ حکومت عوام کے معاملات میں براہ راست مداخلت کرتی ہے اور اس سلسلے میں کسی کو اپنے گھریلو معاملات بھی خود طے کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ آخر ان حالات میں آزادی اور تعمیر نو کی

بات کرنا روسی عوام کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ روسی حکمران یہ اصطلاحات روسی عوام کے فلاح و بہبود کیلئے اپنے حقیقی مفہوم کے ساتھ استعمال نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ انہیں خوشی اور دلفریب نعروں کی آڑ میں روسی عوام کے مسلسل استحصال کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ روس کے حکمران ٹولے کا اصلی مقصد روس میں ٹوٹا لیسٹرین نظام کا استحکام ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے وہ ایک قدم آگے اور سات قدم پیچھے اٹھاتے ہیں اور اس سلسلے میں ان مختلف ہتکنڈوں کو بروئے کار لایا جاتا ہے جن کا تصور تک کیمونیزم میں موجود نہیں وہ ان مقصد کے حصول کی خاطر نہ تو کسی اخلاقی قدر کو خاطر میں لاتے ہیں اور نہ خود کیمونیزم کے اصولوں کی پیروی کو ضروری سمجھتے ہیں۔

اگر ہم کیمونسٹ روس کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ یہ اصطلاحات روسی حکمرانوں نے مختلف حالات میں مختلف مقاصد کی تکمیل کیلئے استعمال کئے ہیں۔ اور ان کو اپنی پسند کے معنی پہنائے ہیں۔ جب روس میں لینن نے اقتدار پر قبضہ کیا تو اس نے حالات اور واقعات کے تقاضوں کے مطابق پالیسی اختیار کی جس میں عوام کو انفرادی ملکیت کا حق بھی دیا گیا لیکن اس کے برعکس جب سٹالن بر سر اقتدار آیا تو اس نے لینن کے بر عکس لوگوں سے انفرادی ملکیت کا حق چھین لیا اور ان کے انفرادی سرمایے کو اجتماع کا حق قرار دیا۔

سٹالن کے بعد جب خروشیف نے زمام اقتدار سنبھالی تو عوام پر سٹالن کے مظالم دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔ اس نے سوچا کہ عوام سٹالن کے مظالم سے تنگ آ چکے ہیں۔ کہیں وہ سٹالن دشمنی کی وجہ سے کیمولیزم کے خلاف بغاوت نہ کر لیں۔ چنانچہ اس نے ایک دفعہ پھر پالیسی میں بنیادی تبدیلیاں کیں اور عوام کو ایک حد تک انفرادی آزادی دی جسے گوربا چوف گلاسناسٹ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ خروشیف نے کچھ آزاد خیال دانشووروں کو جلاوطنی کے کیمپوں سے رہائی دلائی اور ان کی تحریروں کی ستائش کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے خوب کے ساتھ تعلقات پر بھی نظر ثانی کی اور اس میں کسی حد تک گرمجوشی کے جذبات پیدا کئے۔ خروشیف کے بعد برزنیف روس کے سیاہ و سفید کا مالک بنا تو اس نے ایک دفعہ پھر خروشیف کی پالیسیوں سے انحراف کیا اور عوام پر جبر و استبداد کو کیمولیزم کی بقا کیلئے ضروری خیال کیا اسی دور میں روس نے افغانستان کو ہوس ملک گیری کا نشانہ بنایا اور اس پر براہ راست حملہ کیا۔ روس افغانستان کو چند دنوں میں فتح کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا لیکن افغان سرفروشوں نے ان کو ایسا سبق دیا جسے وہ عمر بھر نہیں بھلا سکیں گے۔ روس کی یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک طرف تو وہ دنیا میں چھوٹی قوموں کی آزادی کا علمبردار بنا بیٹھا ہے اور دوسری طرف اگے افغانستان جیسے چھوٹے ہمسائے ملک کی آزادی گوارہ نہیں، جب روس نے افغانستان میں مسلح مداخلت کی تو دنیا کے تمام حریت پسند قوموں نے روس کی اس جارحیت کی مذمت کی اور شدید رد عمل دکھایا۔ اسلامی

کانفرنس اور غیر جانبدار تحریک کے اجلاسوں میں روس کو ھدف ملامت بنایا گیا۔ اور اس کے اس اقدام کو عالمی امن کیلئے ایک بڑا خطرہ قرار دیا گیا۔

افغانستان میں روسی مداخلت نے خود روس کیلئے بہت سے مسائل پیدا کئے اور روسی معیشت کیلئے یہ بے جا مداخلت نہایت نقصان دہ ثابت ہوئی علاوہ ازیں ھزاروں روسی فوجی مجاھدین کے ہاتھوں کیف کردار تک پہنچ گئے جسکی وجہ سے ان کے لواحقین میں نہایت بے چینی پھیل گئی اور انہوں نے حکومت کی پالیسی کے خلاف مظاھرے کئے۔ گذشتہ نو سال کے عرصے میں

کے خلاف شدید مظاھرے ہوئے اور وہاں قتل و غارت کو بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ مظاھرین کے خیال میں جنگ جاری رہنے کی صورت میں روس شدید داخلی مسائل سے دو چار ہو گا۔

روس کے موجودہ حکمران گورباچوف نے بھی خطرے کی بو سونگھ لی چنانچہ عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے اور ان کی توجہ تبدیل کرنے کی خاطر اس نے (گلاسناسڈ آزادی) کا اعلان کیا۔ چالیس کے قریب مصنفین اور دانشوروں کو گورکی کیمپ سے رہا کیا۔ اسی طرح ڈاکٹر جغاگو کی موت کے ۲۵ سال بعد فلم پاسٹرناک کے نمائش کی اجازت دے دی گئی۔ اس نے وقتی طور پر



تقریباً پانچ لاکھ روسی فوجی افغانستان آئے اور گئے ہیں۔ جانے والوں نے اپنے خاندان کے افراد کو افغانستان کی صحیح صورت حال اور روسیوں کے جبر و تشدد سے آگاہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روس کے عوام کے دلوں میں حکومت سے نفرت پیدا ہو گئی اور وہاں افغانستان میں روسی مداخلت

افغانستان کے متعلق بھی اپنی پالیسی میں تبدیلی پیدا کی اور اسے نرم اور لچکدار بنایا۔ لیکن یہ سب وقتی باتیں ہیں، حالات اور واقعات نے روسی حکمرانوں کو اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرنے پر مجبور کیا ہے وگرنہ اس کی ذہنیت تبدیل نہیں ہوئی اور وہ بھی اپنے پیشروں کی سوچ سے سوچتا

ہے۔ تاریخ اس بات پر جب روسی حکمرانوں نے منافقت اور دھوکہ دھی کی آڑ میں اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل کی ہے تو انہوں نے اپنے عہد و پیمان کا کوئی پاس نہیں رکھا ہے۔ افغانستان کے بارے میں بھی اسکی پالیسی میں لچک وقتی مصلحتوں کا نتیجہ ہے۔ وہ اس طریقہ داخلی اور خارجی صورت حال کو اپنے لئے بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ جب بھی اس کی مراد بر آئیگی اسکی پالیسی یکسر تبدیل ہو جائیگی اور اس کی تمام تر توجہ ٹوٹا لیٹرین نظام کے استحکام پر مرکوز ہو گی جسکے وہ تمام اوچھے ہتکنڈے استعمال کرئے گا۔



اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنا افغان عوام کا حق ہے

(تحریر: سید مسعود مجروح)

نو سال قبل افغان کیمونسٹوں نے دہشت گرد روسی فوجوں کی مدد سے حملہ کر کے اقتدار پر قبضہ کرلیا اور سوویتیائزیشن آف افغانستان کے منصوبے پر کام شروع کیا۔ انہوں نے افغان عوام کا قتل عام شروع کیا جس کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ مسلمان شہید ہوئے ہزاروں کو جیلوں میں بند کیا اور لاکھوں کی تعداد میں ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ لیکن جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ افغان عوام نے کبھی بھی اغیار کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا ہے۔ اب بھی پورے جذبے اور ایمان کے ساتھ کمر بستہ ہو کر روسی سامراج کا زبردست مقابلہ کیا یہاں تک کہ روسی سامراج نے ناکام ہو کر ہمارے ملک پر براہ راست حملہ کیا۔ روس کے فوجی مبصرین اس خیال میں تھے کہ یہ مزاحمت چند ہی دنوں تک ختم ہو جائیگی۔ لیکن وہ غلط فہمی کا شکار تھے۔ انہوں نے تاریخ افغانستان کا غور سے مطالعہ نہیں کیا۔ نو سال گزر جانے کے باوجود بھی افغان عوام پوری ہمت کے ساتھ روسی حملہ آوروں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور ان کے جذبے اور ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لیکن روس کے وحشیانہ حملوں کے نتیجے میں ہزاروں مکانات تباہ ہو گئے۔ زراعت سے لیکر صنعت اور اقتصاد تک سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ان تمام مظالم اور بربادیوں کے باوجود پھر بھی قومی مصالحت کی تجویزیں پیش کرتے ہیں اور مسئلہ افغانستان کے حل کی باتیں کرتے ہیں۔ مگر کیا وہ اس خیال میں تھے کہ گویا قومی مصالحت کا اعلان سنتے ہی افغان مہاجرین واپس وطن لوٹ آئیں گے اور مجاہدین اسلحہ زمین پر رکھ کر جنگ بندی کا اعلان قبول کریں گے؟ یہ ایک احمقانہ تصور تھا۔ لیکن افغان عوام کو اچھی طرح معلوم ہے کہ روسی سامراج اور افغان کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے قومی مصالحت کی پیشکش اور اعلان جنگ بندی محض ایک فریب ہے۔

اگر روس کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آجائیگی کہ روس نے افغانستان پر براہ راست حملے سے پہلے بھی وسطی اشیاء اور مشرقی یورپ کے کئی ملکوں پر فوجی مصالحت اور اعلان جنگ بندی جیسے پر فریب

ہتکنڈے آزمائے ہیں جو کہ کامیاب ہوئے اور اسی کامیابی کے نتیجے میں اب وہ افغانستان میں بھی اس قسم کے حربے آزمانا چاہتا ہے۔ تا کہ ان حربوں کی وساطت سے افغان مجاہدین کا خاتمہ کر سکے۔ لیکن روس اور افغان کٹھ پتلی لیڈر ڈاکٹر نجیب جتنا بھی قومی مصالحت اور اعلان جنگ بندی کا پروپیگنڈا کرے افغان عوام ان کے اس پروپیگنڈے کے فریب میں نہیں آسکتے۔ اگر وہ کسی بھی انداز میں اپنی حکومت کو اسلامی حکومت کے نام پکار کر پروپیگنڈا کرے تب بھی افغان عوام اس کے دام فریب میں نہیں آسکتے کیوں کہ افغان عوام اب دشمن کے فریب اور حربوں سے اچھی طرح واقف ہو گئے ہیں۔ روس اور اس کے ایجنٹ اپنے آپ کو اسلام کے خدمتگار گردانتے ہیں یہ سب باتیں ان کی شکست کی آئینہ دار ہیں۔ کیوں کہ وہ سمجھ گئے ہیں کہ اسلحے کے زور اور طاقت سے افغان عوام کو زیر نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ہو سکتا ہے اس نام نہاد پروپیگنڈے کی آڑ میں ان کو زیر کیا جا سکے۔ روس اور افغان کٹھ پتلی انتظامیہ نے قومی مصالحت اور اعلان جنگ بندی کر کے افغان عوام کو دو یگانگت کا نادر موقع فراہم کیا جس کے نتیجے میں مجاہدین کی تمام تنظیموں نے یک آواز سے یہ نام نہاد پیشکش اور اعلان جنگ بندی رد کر کے اپنے عزم کا اظہار کیا۔ اور اعلان کیا! کہ جب تک روسی فوجیں افغانستان سے چلی نہ جائیں اور افغانستان میں ایک آزاد اور خود مختار اسلامی حکومت قائم نہ ہو اس وقت تک ہم جنگ جاری رکھیں گے۔

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے فیصلے کے مطابق ایک بار محاذ ملی اسلامی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ محاذ ملی اسلامی روسی فوجوں کے چلے جانے اور افغان کٹھ پتلی حکومت کو ختم کرنے کے بعد افغانستان میں ایک آزاد مجلس شوریٰ اور اس میں افغان مسلمان عوام کی شرکت اپنا بنیادی مقصد تصور کرتا ہے۔ منتقلی حکومت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ ملی اسلامی محاذ کے مسودۂ قانون کو ترتیب دیگر قوم کے صحیح نمائندوں کے سامنے رکھ دیں۔ اس کا یہ بھی فرض ہے کہ ایک





اور جرگہ بلایا جایے اور اس جرگہ کے ارکان افغان عوام منتخب کرے۔

داخلی سیاست کے دائرۂ کار کے متعلق ملی محاذ اسلامی کے منشور میں ان الفاظ میں صراحت کی گئی ہے۔ ملی اسلامی محاذ انفرادی ڈکٹیٹر شپ کو رد کرتا ہے اور اس کے خلاف اعلان جہاد اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہے اور صرف اس حکومت کو قانونی سمجھتا ہے جو کہ آزاد انتخابات کے ذریعے وجود میں آئی ہو۔

محاذ ملی اسلامی افغانستان نے تنظیمی اور بین الاقوامی سطح ہر بار بار اس بات پر زور دیا کہ حق خود ارادیت صرف افغان عوام کو حاصل ہے اس لئے مشترکہ طور پر حکومت قائم کرنے کے بارے میں سوچا جایے۔ حکومت پر ایک پارٹی کو کنٹرول کا حق کسی کو نہیں ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ کہ مجاھدین کی بیشتر تنظیموں کے حق خود ارادیت کے متعلق موقف یکسان ہے لیکن کچھ مفاد پرست تنظیمیں ایسی بھی ہیں جوکہ صرف اور صرف اپنے انفرادی مفادات کی خاطر افغان عوام کو حق خود ارادیت دینا ہے۔ اگر حالات اس طرح رہے تو پھر نوبت خون خرابے تک پہنچ جائیگی۔ ہم ایک بار پھر اعلان کرتے ہیں کہ ھمارا اصلی مقصد ملت افغانستان کی وحدت اور اتحاد ہے۔ اور ہر وہ افغان جو مسلمان ہو حاکم بن سکتا ہے۔ اس لئے حق خود ارادیت افغان عوام کا بنیادی حق ہے۔

پاکستان کا دفاع

(تحریر سید حبیب شاہ)

پاکستان کی سرحدوں پر روس کے مسلسل فضائی حملے اس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہے کہ اب روسی حکومت ناکامی اور شکست کھانے کی وجہ سے بھاگنے پر مجبور ہے۔

جیسا کے اب تک روسی طیاررں نے کئی مرتبہ پاکستانی سرحدوں کی خلاف ورزیاں کی ہیں۔ جس کے نتیجے میں ہر بار زیادہ تعداد مہاجرین و انصار شہید ہوئے ہیں۔ لیکن روسی حملوں اور مسلسل سرحدی خلاف ورزیوں کے مقابل میں پاکستانی حکام نے بہت صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے۔ تا کہ اس خطے میں امن و امان کا استقرار درھم نہ ہو جائے۔

جب 1986 میں اقوام متحدہ کے خصوصی نمائیندے ڈیگو کارڈریز کی زیر نگرانی جنیواء میں بالواسطہ بات چیت جاری تھی روس کے فضائی حملوں نے زیادہ شدت اختیار کر لی۔ جس کی بناء پر پاکستان کی حکومت مجبوراً دو روسی جٹ طیاروں کو بمباری کے دوران نشانہ بنایا، جو کہ پاکستانی علاقے میں گرے۔ اس کاروائی کی تصدیق پاکستان کے سوا دوسرے بین الاقوامی اداروں نے بھی کی، اور بہت سے ملکوں کے نمائیندوں نے بھی تباہ شدہ جہاز کا ملبہ قریب سے دیکھا۔

حکومت پاکستان کا یہ پہلا دفاعی اقدام تھا جو پچھلے آٹھ سالوں سے با اینطرف بہت صبر و

تحمل کے بعد کیا۔ پاکستان کا یہ اقدام بین الاقوامی سطح پر رائے عامہ نے حق بجانب قرار دیا۔ جب کے روس نے اس حادثے سے کلی طور پر انکار کردیا۔

حکومت پاکستان نے اس بلا اشتعال انگیز حملوں کی وجہ سے اسلام آباد میں مقیم افغان ناظم الامور کو طلب کر کے شدید احتجاج کیا ہے۔ لیکن روسی حکمرانوں نے مرسلہ احتجاج ناموں کے باوجود اپنی جارحیت اور دہشت گردوں کو مزید وسعت بخشی ہے۔ اور مسلسل طور پر سرحدی خلاف ورزیاں کر رہا ہے۔

روسی طیاروں نے مورخہ فروری 1987 سے لیکر آخیر مارچ تک سرحدی خلاف ورزیوں میں زیادہ شدت اختیار کی. جس کے نتیجے میں بائیس سو بیگناہ اور بے دفاع عوام شہید یا زخمی ہو گئے ہیں۔ نیز لوگوں نے بہت سے مالی نقصان اٹھائے ہیں.

حالیہ وقت میں حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کے نام سے ایک پیغام میں کہا اگر روسی حکومت مستقبل میں بھی اسطرح جارحیت اور سرحدی خلاف ورزیوں کا مسلسل مظاہرہ کرتا رہا تو حکومت پاکستان کو مجبوراً اپنا دفاع کرنا پڑیگا۔ لیکن روسی طیاروں نے کسی اعتناد کے بغیر مورخہ 30-4-1987 کو پاکستانی سرحد پر اندھا دھند فائرنگ شروع کی نتیجے میں روسی طیاروں میں سے ایک طیارہ بمباری کے دوران پاکستان ائر فورس کےذریعہ تباہ ہو گیا۔ یہ پاکستان کا دوسرا فضائی حملہ تھا۔

پاکستانی سرحدوں کی خلاف ورزیاں اور تخریبی سرگرمیوں کے پیچھے روس کے کونسے مقاصد کار فرما ہیں۔

١- چونکہ روسی فوجیں افغانستان میں جنگ کے دوام سے تھک گئی ہیں، اور نیز اس کام پر قادر نہیں، کہ اپنی فوجی طاقت کے سہارے سے اپوزیشن جناح (مجاهدین) کو ساری کیفیت وکمیت کے ساتھ تسخیر کیا جائے۔

٢- روسی حکومت ایک ایسی فرنٹ کی تشکیل کی کششیں جاری رکھے ہوئے ہے جن کی مدد سے پاکستان پر حملے میں آسانی ہو جائے۔

٣- روسی حکومت ایسا طریقہ اپنانا چاہتی ہے جس کے ذریعے حکومت پاکستان پر مسلسل دباو ڈالتی رہے تا کہ تین ملین افغان مہاجرین کو پناه دینے اور همدردی سے دستبردار ہو جائے۔

٤- روسی حکام چاهتے ھیں کہ مادی، فوجی و سیاسی اور تبلیغاتی رسائل کی طاقت سے مقامی باشندوں اور افغان مہاجرین کے درمیان نفرت اور بدبنی کی خلیج پیدا کریں۔

٥- جنیوا مزاکرات میں پاکستان کی شمولیت روسی جارحیت اور سرحدی خلاف ورزیوں کی اساسی دلیل ھے۔ جب افغان سیاسی مسلے کے بارے میں جنیوا مذاکرات کی تاریخ قریب ھوتی ھے تو روس کی لڑاکا فورس پاکستانی سرحدوں کے خلاف مسلسل جرائم کا مظاهره شروع کر دیتی ہے، تا کہ اس بلا اشتعال انگیز حملوں کی مدد سے پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کچھ ترمیم کی جا سکے۔

٦- پاکستان کے خلاف روس کی سرحدی خلاف ورزیاں ایک ٹھوس حقیقت ھیں۔ اور پاکستان پر براه راست مداخلت کی ذمہ دار خود ھی روسی حکومت ہے۔ اگرچہ پاکستان تخریبی سرگرمیوں اور سرحدی خلاف ورزیوں کا ذمہ داری کابل کٹھ پتلی

انتظامیہ پر ڈالتے ہیں حالانکہ افغانستان کی حالیہ انتظامیہ روس کی مزدور اور کٹھ پتلی انتظامیہ ہے، جو ہر طرح اقتدار اور اعتماد سے محروم ہے۔

روسی حکومت پاکستان کے خلاف جو طرزعمل اور موقف اختیار کیا ہے، اس سے دو مقاصد حاصل کرتی ہے۔

۵۔ ایک طرف سے روس فرنٹ کے پیچھے جاتا ہے، اور سیاسی دباو سے امن حاصل کرتا ہے

۶۔ افغان کٹھ پتلی انتظامیہ، اپوزیشن جناح کے مقابل میں ایک طاقت تصور ہو جائیں گے۔

۷۔ روس افغانستان میں جنگ کو مزید طول دینے کی طاقت نہیں رکھتا ہے، اس لئے اب ایسی کاروائیاں اپنائی ہیں جس کے ذریعہ پاکستان کے اندر ایک طرح جنگ بپا کرے، اور اس معرض کے لئے خطے میں آمادہ ہے۔

۸۔ افغان مجاھدین نے اپنی داد شجاعت اور استقامت کی بناء پر ملک کے بیشتر حصوں میں روسی فوجیوں کو جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے، اور ان کی تجہیزات اور ھڈوں کو ناکارہ بنایا ہے۔

۹۔ پچھلے آٹھ سالوں سے ہا اینطرف روسی طیاروں نے صد ھا مرتبہ پاکستان کی سرحدوں پر اتشین اور الا ـان دشمن بم برسائے ہیں لیکن روسی حملوں کے مقابل میں پاکستان کا عکس العمل صرف احتجاج تک محدود ہے۔ اگر روسی خلاف ورزیوں کا سلسلہ جواب کے بغیر جاری رہا تو ایسی صورت میں پاکستان کا دفاعی پرسٹیج اندرونی اور بین الاقوامی سطح پر نیچے آتا ہے۔

۱۰۔ جیسا کہ روس نے افغانستان کے معاملے میں پاکستان کو مداخلت گر قرار دیا ہے۔ اگر حکومت پاکستان کے ساتھ جنگ کا مسلہ مطرح ہو جائے، روس کی کامیابی دو پہلو سے قابل ذکر ہے۔

۱۔ افغان مسلہ۔

۲۔ روسی حکومت نے اپنی یلغار اور روسی فوجیوں کے انحلاء کے بارے میں واضح دلیل پیش کی ہے کہ ہم نے پاکستانی مداخلت کی وجہ سے اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کیں۔ جب افغان انقلاب کے خلاف پاکستان کی سرگرمیاں ختم نہ ہو جائیں اس وقت تک ہماری فوجیں افغانستان کے اندر موجود رہیں گی۔

۳۔ افغان مہاجرین کی بازگشت کے لئے ایک سازگار موقع فراہم کرنا۔ اس لئے اگر افغان مہاجرین کے کیمپوں تک محدود ہونے کے بارے میں روسی منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے، تو ایسی صورت میں چونکہ مہاجرین کی معاشی و صحی و فکری، اور اجتماعی مشکلات کا حل غیر ممکن نظر آتا ہے۔ اس لئے روسی حکومت اس مذموم مقصد کے حصول کے لئے اپنے سارے وسائل بروے کار لائی ہے اور ان کی شرائط زندگی دن بہ دن دشوار بناتے ہیں تا کہ ان کی بازگشت کیلئے راستہ ھموار کیا جائے۔

پاکستان کے خلاف سرحدی خلاف ورزیاں اور تخریبی سرگرمی کس کے مفاد میں ہے۔

افغانستان پر روسی یلغار کے پیش نظر پندرہ لاکھ بیگناہ افغان عوام شہید، اسی لاکھ ھجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور ملک کی 90% معیشت تباہ ہو گیی ہے۔

اگرچہ دنیا کے سارے عوام پاکستان و ایران اور دوسرے ملکوں میں افغان مہاجرین کی موجودیت سے اچھی طرح با خبر ہیں۔ اور ان کی موجودگی خود ہی روسی حکومت کی وحشت اور جارحانہ سیاست کا ایک ٹھوس ثبوت ہے۔ لیکن حالیہ وقتوں بھی یہ بات ایجاب کرتی ہے کہ دنیا کی لا پروا عوام روسی قتل و غارت گری خبط و دارے، و بے رحمی اور دھشت گردی سے پوری طرح واقف ھو جائیں، اور ان کے آئیندہ عزائیم سے ھوشیار رھیں۔

اللہ تعالی نے حسب ارادہ اس طرح واقعات کی پہچان اور تشخیص کے لئے معیار تعین کیا ہے۔

جب ایک مسلمان اپنی ساری انسانی و اسلامی ذمہ داری پشت پر ڈالے اور دائرۂ اسلام سے باھر ھو کر خوشیاں مناتے ہیں، اس وقت یہ واقعات اگرچہ ظاھری طور پر ان سے کوئی ضرر تصور نہیں ھو رھا ہے، لیکن حقیقت میں ان لوگوں کے لئے ایک پیغام ہے، جو لا پروائی اور بے حسی کی حالت میں دن رات بسر کرتے ہیں، اور دشمن کے منصوبوں اور توسیع پسند پالیسی سے بےخبر ہیں۔

ھم نے کئی بار روسی مظالم کے بارے میں پاکستانی عوام کو مطلع کیا کہ افغان بے دفاع عوام پر ظلم ھو رہے ہیں، روس ایک دوست خور سامراج ہے، افغانستان کھنڈرات بن گیا ہے، روس انسانیت گا قاتل ہے، ھم مظلوم ہیں. اس وقت بھی ھماوے.سامعین تھے لیکن آجکل پاکستان کے اندر عملاً جو روسی کاروائیاں جاری ہیں۔ ان واقعات اور مظالم سے پاکستانی عوام دن بہ دن اضافترا اشنا ھو رہے ہیں۔ آج ھماری فریاد روسی عمل سے ثابت ہے۔ آج ھماری مظلومیت، اور روسی مظالم پاکستان کے مسلمان عوام پر واضع ھو رھی ہے۔ جب تزارے روسیوں نے وسط ایشیا پر قبضے کی غرض سے اس مقدس سر زمین پر حملہ کیا اور ان کے نہتے عوام کا قتل عام شروع کیا، اس وقت تزارے حکمرانوں نے دوستی کے پردہ میں افغان حکومت کی جانب دست منافقت بڑھایا۔ آخر کار تزاری حکومت نے کئی سازشوں کے بعد افغان حکمرانوں کو اس بات پر راضی کیا، کہ اپنے بھائیوں کی مدد اور حمایت سے دستبردار ھو جائیں۔ افغان حکمرانوں نے بھی تزاریوں کے کہنے پر اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد چھوڑ دی، اور روس کے پیش نظر منصوبوں سے غافل ھو گئے۔

اگر اس وقت افغان مجاھد عوام اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں اصولی موقف اختیار کرتے، اور ان کی پوری حمایت کرتے، تو آج افغانستان ایسی صورت حال کا سامنا نہ ھوتا۔

افسوس کے اس وقت ہزار افغان شھید ھو رہے تھے، نہ اس وقت کے پندرہ لاکھ شھید۔

افسوس کے اس وقت ھماری سرحدات محکوم ترکستان کے کنارے میں نابود ھو جاتے تھے، نہ آج کی طرح افغانستان جو کھنڈرات پر تبدیل ھو گئی ہے۔ اگر اس وقت سو معصوم بچے شھید ھوتے تھے۔ بہتر تھا، کیوں کہ آج ھمارے ہزاروں تعداد بچوں کی زندگی محفوظ نہیں۔ یہ بھی اللہ (ج) کا فضل و کرم ہے کہ ملت پاکستان دن بہ دن روسی مظالم اور روسی وحشت کے ساتھ بلدیت حاصل کرتی ہے۔ پاکستان کے اندر جس قدر تخریبی

سرگرمیاں تیزی سے جاری رھیں گی، اس قدر پاکستان کی مسلم عوام پر افغان مہاجرین کی معصومیت ثابت ھو جاتی ہے۔

اسطرح روسی حکومت پاکستان کے خلاف جتنی سرحدی خلاف ورزیاں کر رھی ہے، اس قدر روسی وحشت سے پردہ اٹھ رھا ہے اور پاکستانی عوام کے سامنے رسوا ھو جاتے ہیں۔

حالیہ وقتوں میں روس کی ساری طاقت اس بات کی طرف مزکور ھے، کہ کسی طریقہ سے افغان مہاجرین، اور مقامی باشندوں پاکستانی انصار کے درمیان موجودہ تعلوقات کو بگاڑ سکے، اور دو بھائیوں کو آپس میں لڑا دیا جائے لیکن روس کبھی بھی ظلم اور جارحیت کے ذریعہ کوئی ایسا مقصد حاصل نہیں کر سکتا، جس کی بناء پر افغان مہاجرین اور مقامی باشندوں کے درمیان اختلافات جنم لیں، اور نہ اپنی سازشوں اور تخریبی سرگرمیوں سے کوئی سود حاصل کر سکتا ھے۔

افغان مہاجرین اور پاکستانی بھائیوں کے تعلقات اسلامی اخوت کے اصولوں پر استوار ہیں۔ ان دو بھائیوں کے تعلقات انصار مدینہ و مہاجرین مکہ ایک جیسے ھیں۔ یہ دو سر زمین اس قدر گھمبیر اور عمیق ہیں کہ جس پر روسی حکومت ھر طرح منصوبوں اور جارحیت کے ذریعہ حاکمیت نہیں کر سکتی ھے۔ روس کے حالیہ حادثات سے خود ھی حکومت روس پر ثابت ھوا، کہ روس کی تمامتر سازشیں ادھوری ھو کر رہ گئی ھیں جو افغان مہاجرین اور مقامی باشندوں کے خلاف تیار کی گئی ھیں۔

پاکستان کے مخالف اور دشمن عناصر مختلف انداز سے افغان مہاجرین کی موجودیت کے خلاف نعرے لگاتے ھیں۔ یہ عناصر محدود اور اقلیت ھیں۔ اور اکثریت عوام ان کو ذلیل اور لا دین تصور کرتی ھیں۔ جب کسی تقریب یا کانفرنس میں روس کی مزدور دوستی افغان مہاجرین کے خلاف بیان دیتی ہے، پاکستان کے مسلمان اور انسان دوست عوام ان کے بیان کے رد میں معقول وجہ بیان کرتے ھیں اور ان کو اصولی انداز سے جواب دیتے ھیں۔ یہ بھی افغان مہاجرین اور مقامی باشندوں کے درمیان اچھے تعلقات کا خاصہ ھیں۔

روس کی زیادہ تر توجہ اس بات پر ہے۔ کہ افغان مہاجرین اور انصار بھائیوں کے تعلقات منقطع کئے جائیں۔ اس لئے کہ پاکستان میں افغان مہاجرین کی موجودگی خود ھی روسی جارحیت اور توسیع پسند پالیسی کا ٹھوس ثبوت ہیں۔ روسی حکومت یہ خواب دیکھ رھی ہے، کہ اگر افغان مہاجرین کیمپوں تک محدود ھو جائیں گے۔ ایسی صورت میں پاکستانی عوام روسی بربریت اور تباھی سے غافل ھو جائیں گے۔ افغان مہاجرین اور ملت پاکستان کی درمیان روز افزوں تعلقات کی وجہ سے روسی حکومت ورطۂ حیرت میں رہ گئے ہے۔

جن تعداد لوگ پاکستان کے اندر افغان مہاجرین کی آزاد حمل و نقل پر کڑی نکتہ چینی کرتے ھیں اور تخریبی سرگرمیاں کا تمامتر ذمہ داری محاجرین پر ڈالتے ہیں، یہ لوگ جھل، اور ضلالت کے اندھیروں میں ڈوبے ھوئے میں۔ ان کی نظر میں پاکستان کا استحکام اور سالمیت افغان مہاجرین کی موجودیت کی وجہ سے خطرے میں پڑ گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ
جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ
رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

حقیقت میں جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا ۔ یہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں ۔ بیشک اللہ مہربان اور بخشش دینے والا ہے ۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد سے پہلے بھی دھماکے ہو رہے تھے۔ اس سلسلے میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ نے سیاسی سرگرمیوں اور دھماکوں کی ابتداء پر مورخہ 1985ء کو روشنی ڈالی، اور ان لوگوں کا ذکر بھی کیا، جو افغان مہاجرین کی آمد سے پہلے تخریبی سرگرمیوں سرگرمیوں اور دھماکوں کا شکار ہو گئے تھے۔

جب روس نے بین الاقوامی اصولوں کے خلاف مورخہ 27,28، اپریل ایک فوجی سازش کے نتیجے میں صدر داؤد کو قتل کر دیا، اور زمام اقتدار اپنے دیرینہ ایجنٹوں کے حوالہ کر دیا، اور دنیا بھر کے سامنے یہ دلیل پیش کی۔ ھماری جنوبی سرحدوں کو خطرہ لا حق تھا۔ اور ہم کبھی بھی جنوبی سرحدوں میں مخالف حکومتوں کا قیام برداشت نہیں کریں گے۔

اگر غور سے روس کی بیجاہ دلیل پر نظر ڈالیں تو ثات ہو جائے گا کہ افغان مہاجرین پاکستان کے استحکام و سیاسی خود مختاری کے لئے ایک طاقتور سہارا ہیں۔ اگر افغان مجاھدین کی مزاحمتی تحریکیں اور دلیرانہ مقابلے نہ ہوں تو پھر پاکستان کی ارضی تمامیت براہ راست مداخلت سے باہر نہیں ہے۔

روس کے انجہانی صدر بریزنیف نے اپنے پیروکاروں کو وصیت کے طور پر کہہ دیا ہے کہ ہر دس سال بعد روسی سرحدات اور روسی دائرۂ نفوذ کو وسیع تر کیا جائے۔ مورخہ 1978 سے 1987 تک دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اگر اس عرصے میں افغان مجاھدین کا جہاد نہ ہوتا تو پاکستان پر قوی حملے کا امکان موجود تھا۔ جیسا کے افغانستان اور چیکسوا کیا پر روس کی یلغار ایک دن میں واقع ہوئی دوسرے الفاظ میں مورخہ 1968 میں چیکسلوا کیا پر حملہ کیا، اور مورخہ 1978 افغانستان کے اندر خونین انقلاب برپا کیا۔ بر اعظم ایشیا میں مورخہ 1987 پاکستان روسی حملے کا دوسرا نشانہ تھا۔ خوش قسمتی سے افغان مجاھدین نے عقیدے اور ایمان کے بل بوتے پر روس کے سارے منصوبوں کو خاک کر ڈالا۔ اور ان کی سازشوں اور فریبوں سے پردہ اٹھایا۔

یہ افغان مجاھدین کا مرھون منت ہے کہ حکومت پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے اپنے موقف کو بر قرار رکھا ہے۔ کیمپوں تک افغان مہاجرین کے محدود ہونے کا مسلہ جہاں تک حکومت پاکستان کا تعلق ہے، قابل قدر ہے۔ اس بارے میں کچھ پہلو قابل ذکر ہیں

۱۔ ایک طرف روسی حکومت تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہے اور دوسری جانب یہ جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈا پر زور دیا ہے کہ سارے دھماکوں اور تخریبی سرگرمیوں میں افغان مہاجرین ملوث ہیں۔ اگر افغان مہاجرین کیمپوں تک محدود ہو جائیں، تو پاکستان میں امن و امان کی صورت حال برقرار ہو جائے گی۔ روس کی یہ سازش ذیل مقاصد کی رو سے استوار ہیں۔

۱۔ افغان مہاجرین اور مقامی لوگوں کے درمیان موجودہ تعلقات کو منقطع کرنا۔

۲۔ لوگوں کا اذہان روسی مظالم سے غافل کرنا

۳۔ مجاھدین کی ثقافتی، و مذھبی اور سیاسی امور پر پہرا لگانا۔

۴۔ مجاھدین کی آزاد حمل و نقل پر پابندی

لگانا۔

۵- مہاجرین کے شئیدہ زندگی دشوار بنانا۔

۶- افغان مہاجرین کو احساس کمتری میں مبتلا کرنا، اور روحی شکست دینا۔

۷- چنانچہ روسی نمائندے ریڈیو کابل کے طریق سے مہاجرین کو دوبارہ آنے کی دعوت دیتے ہیں اگر حکومت پاکستان افغان مہاجرین کو جبراً کیمپوں یا خاص جگے تک محدود کیا جائے۔ تو اس بات کا پورا امکان ہے کہ ہجرت کی زندگی میں نا سازگار حالت کی وجہ سے زیادہ دشواریاں پیش آئیں گی جس کی بناء پر دشمن (روس) کی تبلیغ و تحریک موثر واقع ہو جائے گی۔

۸- جیسا کے افغان مہاجرین اور انصار بھائیوں کے درمیان تعلقات، اخوت، اور برادری کے پر اصولوں سے استوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغان مہاجرین کی زندگی کیلئے حالات سازگار ہیں۔ اور مہاجرین کی آزاد حمل و نقل پر کوئی پابندی نہیں اگر حالات ناسازگار ہو جائیں تو ایسی صورت میں دو بھائیوں کے تعلقات میں کشیدگی کا پورا امکان ہے اور وجہ نزاع بنتی ہے۔ نیز اس بات کا امکان ہے کہ پاکستانی سر زمین لبنان کی صورت حال اختیار کرے۔

روسی حکومت نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ ہم پاکستان کی سر زمین افغان مجاہرین پر تنگ کر سکتے ہیں۔ اور یہ کام ہماری طاقت میں ہے۔ دو لاکھ بیگناہ افغان عوام روس کے جیلخانوں اور اذیت خانوں میں موت کا انتظار کر رہے ہیں' اگر تین ملین بے دفاع افغان مہاجرین کو کیمپوں تک محدود کیا جائے تو یہ کاروائی نثری ہجرت کے اصولوں کے منافی ہے۔ اس لئے کہ اوصول ہجرت معاشروں کے درمیان اتحاد و عہد کا سبق دیتے ہیں۔ جب حضور اکرم ﷺ کفار مکہ کے ظلم اور بے انصافی سے تنگ آ کر اپنے ساتھیوں سمیت مدینے کی جانب ہجرت کی۔ تو وہاں مقامی لوگوں کے ساتھ اس وقت تک مشترک زندگی بسر کرتے رہے۔ جب مہاجرین مکہ و انصار مدینہ کے اتحاد سے شہر مکہ فتح ہو گیا۔ تو کفار قریش نے حبشہ میں مقیم مہاجرین کے انخلاء کی خاطر طرح طرح کے ہتکنڈے استعمال کئے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے مقصد تک نہ پہنچ سکے۔

جب کفار مکہ مہاجرین کے خروج کے صیغمہ میں عاجز ہو گئے تو پھر مجاھدین اور مہاجرین کے خلاف الگ الگ انداز سے مخالفت شروع کیں۔ افغان مہاجرین کے خلاف ان کے حالیہ دشمنوں نے جس مؤقف اختیار کیا ہے وہ اس مؤقف سے مشابہت رکھتا ہے۔ جو کفار مکہ نے مسلم مہاجرین کے خلاف اختیار کئے ہوئے تھے۔

۱- شروع سے روسی حکومت پاکستان پر الزام لگاتی ہے کہ حکومت پاکستان افغانستان کی اندرونی معاملوں میں براہ راست ملوث ہے اور مقابل جناح کے حیثیت اپنائی ہے۔

جب افغان مسلے کے سلسلے میں جنوا میں بالواسطہ بات چیت جاری ہو رہی ہے روس کی حکمران کیمونسٹ جماعت "جھوٹا" اور غیر یقینی پروپیگنڈا برپا کرتی ہے کہ یہ پروپیگنڈا ایک حد تک مورد جذب واقع ہوتے ہیں۔

روس نے سیاسی طریقہ سے پاکستان کو میدان جنگ میں کھڑا کیا ہے اور افغان کمیونسٹ حکومت کا واحد دشمن قرار دیا ہے بہتر یہ ہے کہ سیاست کا میدان افغان مجاہدین کیلئے مختص کیا جائے۔ اس لئے جس قدر پاکستان کے اندر اسلامی تحریک سیاسی اعتبار سے آگے بڑھ رہی ہے اسی انداز سے روس کا سیاسی دباو کمتر ہو رہا ہے۔

۲۔ پاکستانی سرحدوں پر روس کے فضائی اور زمینی حملے اس بات کے قابل ہے کہ بین الاقوامی سطح پر روس کی سرحدی خلاف ورزیاں محکوم اور رسوا ہو جائیں۔ بیرون ملک کے صحافیوں اور نمائیندوں کو دعوت دی جائے تاکہ روسی تباہ کاریوں کا جائیزہ قریب سے لیں۔ اور وسیع پروپیگنڈے کی وساطت سے روسی مظالم سے پردہ اٹھائیں تاکہ روسی حکومت سیاسی کشمکش میں دو چار ہو جائے۔

۳۔ جو گھر روسی حملوں کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ ان گھر والوں کے ساتھ وسیع اندازے پر کمک کرنا ضروری ہے۔

۴۔ براہ راست مداخلت کی ساری ذمہ داری روسی حکومت پر ڈالیں، اس لئے کے روس تمامتر مسائل کا اصلی عامل ہے۔

۵۔ جب تک افغان مزاحمت زندہ ہے، اس وقت تک روسی افوجیں پاکستان پر براہ راست مداخلت نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن جب مزاحمتی تحریکیں کچھ کمزور محسوس ہوئیں، تو اس وقت براہ راست حملے کا پوری طرح امکان موجود ہے۔ بہر حال جب تک افغانستان کے اندر مجاہدین کی کاروائیاں جاری ہیں روس کسی صورت میں پاکستان پر حملے کی جرائت نہیں کر سکتا ہے۔

روس افغانستان سے نکلنے کی کوششیں کیوں کر رہا ہے؟

(تحریر سلام مشاھد)

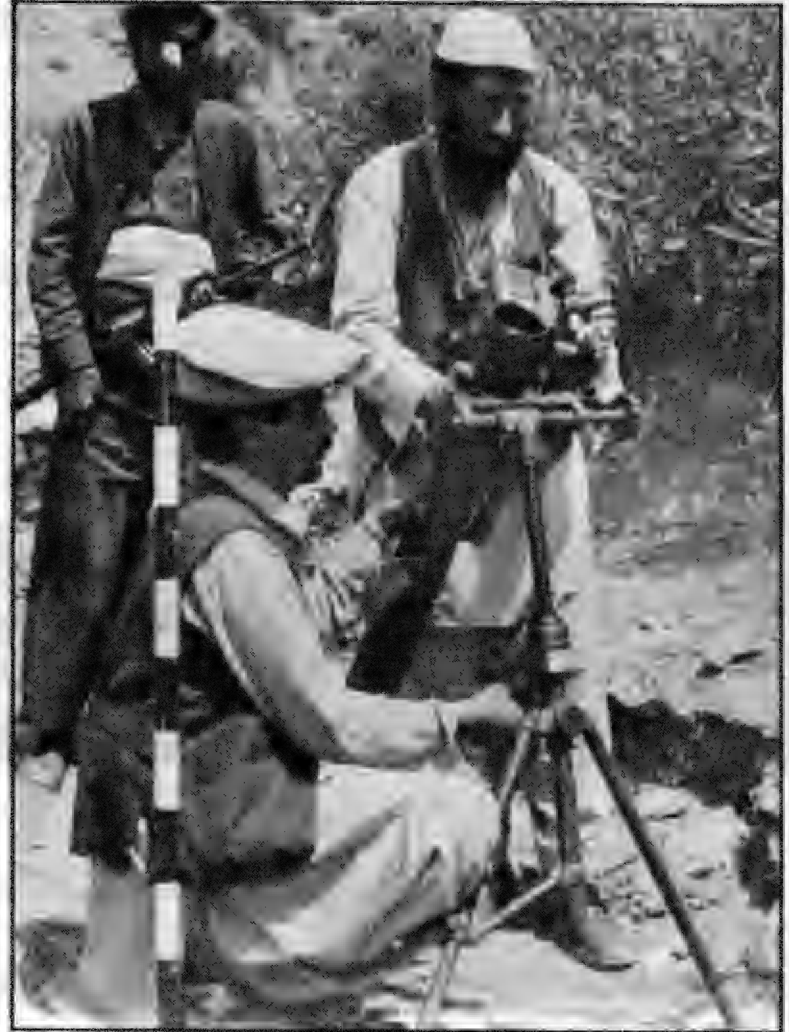
تاریخ روس اور تاریخ اقوام عالم سے یہ بات ثابت ہے کہ روس نے جب بھی کسی ملک پر چڑھائی کی ہے وہاں سے اس نے کبھی بھی نکلنے کے لئے سوچا تک نہیں ہے، اور اپنے زیر تسلط ممالک میں مخالف لوگوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے ہیں۔ خصوصاً اسلام پر عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو یا تو گولی مار کر ھلاک کو دیا گیا ہے۔ یا پھر ان کو سائبیریا کے سرد خانوں میں بند کر دیا گیا ہے۔

وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرنے کے بعد کیوبا، چیکوسلاویکیا، یوگوسلاویہ، پولینڈ اور مشرقی یورپ کے دوسرے ممالک کو جارحیت کا نشانہ بنایا، اور ان ممالک میں بھی اپنے مخالفین کو نہایت بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا۔ جس کے نتیجے میں دنیا کے امن پسند اقوام کے دلوں میں نفرت کی لہر دوڑ گئی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ روسی حکمرانوں نے کبھی بھی اپنے پڑوسیوں اور روئے زمین پر پھیلے ہوئے دوسرے آزاد ملکوں کی سیاسی خود مختاری اور جغرافیائی سرحدوں کی پروا نہیں کی۔

روسی پالیسی اور سیاست دو رخی اور مبنی ہے اس نے کبھی بھی اپنے پڑوسیوں کے ساتھ کئے گئے معاہدوں اور قراردادوں کی پروا نہیں کی۔ مزید برآں اس نے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ سرحدی اور عدم جارحیت کے معاہدوں کے باوجود ان پر حملے کئے ہیں۔

روسی سامراج کے ان تمام کرتوتوں کے پیش نظر ایک دوست خور سامراج کے سوا کچھ نہیں 27 دسمبر 1979ء جب روس نے ایک آزاد خود مختار اور غیر جانبدار افغانستان پر بین الاقوامی اصولوں کے خلاف براہ راست فوجی چڑھائی کی،



تو دنیا کی امن پسند اقوام کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ کہ کیا مسلسل پچاس سالہ دوستی کا مقصد یہی ہونا چاہیئے تھا؟

لیکن ان کو روسی تاریخ کے حوالے سے یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ روس دوستی کی آڑ میں ملکوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن افغانستان کا کانٹا اس کے حلق میں پھنس گیا اور انہیں مزید خون پینے کا موقعہ نہ دیا۔ افغانستان پر روسی حملے کے نتیجے میں ایک طرف کیمونسٹ روس بین الاقوامی ہمدردیوں سے محروم ہو گیا اور دوسری طرف روسی پالیسی بین الاقوامی سطح پر ناکام ہو گئی۔

جب اس نے اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کیں اسے افغانستان کے مسلمان عوام کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن پھر بھی اس کے خیال میں یہ تھا کہ افغان تحریک مزاحمت بھی وسطی ایشیا کی تحریک مزاحمت کی طرح آہستہ آہستہ ختم ہو جائیگی۔ لیکن یہ روس کی غلط فہمی تھی، کیونکہ ایسا نہ تو کبھی ہوا ہے اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ کیوں کہ افغان عوام اپنے دین اور آزادی سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ جنگی چالوں کے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ حالیہ چند سالوں میں روس اپنی بے پناہ طاقت کے با وجود افغان عوام کو زیر نہ کر سکا اور اسے مسلسل منہ کی کھانی پڑی۔

اسلامی ممالک کی تنظیم (O.I.C.) اور غیر جانبدار تحریک کی طرف سے افغانستان پر روسی حملے کے خلاف کئی قراردادیں منظور ہوئیں۔ اور ہر قرارداد میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ افغانستان سے روسی فوجیں بلاقید و شرط واپس چلی جائیں تا کہ علاقے میں امن بحال ہو جائے۔ لیکن ان تمام قراردادوں اور مطالبوں کے باوجود روس نے مسلسل جارحیت کا مظاہرہ کر کے جنوبی ایشیا میں امن کا پردہ چاک کیا۔ مسئلہ افغانستان کے سلسلے میں روس نے جس منافقت کا مظاہرہ کیا ہے وہ نہایت افسوسناک ہے۔ مسئلہ افغانستان کے حل کے سلسلے میں مورخہ 87-1980 تک نو دور ہو چکے ہیں۔ لیکن ہر دور میں روس نے اپنے مفادات کا تحفظ

کا خیال رکھا ہے۔ ان چند سالوں کے دوران روس نے عرب لیگ، یورپی برادری اور جنوبی ایشیا کی تنظیم (سارک) کے رکن ممالک کے فیصلوں کی خلاف ورزی یکے بعد دیگرے کی ہے۔

افغانستان پر روسی یلغار کا دنیا بھر میں شدید رد عمل ہوا اور تہران، دہلی اور پاکستان کے علاوہ کئی دوسرے ملکوں میں افغان اور مقامی باشندوں نے زبردست مظاہرے کئے۔

مسلم عرب ملکوں میں شام، لیبیا و جنوبی یمن کے سوا سب نے روسی مداخلت کی مذمت کی۔ افغانستان میں روسی جارحیت کے بعد پاکستان اور ایران کی سرحدوں پر سرخ خطرہ منڈلا رہا تھا چنانچہ مورخہ 1979ء کے بعد پاکستان کی خارجہ پالیسی میں افغانستان کا مسئلہ خصوصی اہمیت اختیار کر گیا اور اس مسئلے کو پر امن طور پر حل کرنے کیلئے بین الاقوامی سطح پر اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔ اس سلسلے میں روس سے براہ راست بات چیت سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔

افغانستان پر روسی یلغار کے بعد ایک کروڑ پچاس لاکھ آبادی میں سے تقریباً ایک تہائی آبادی اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو گئی۔ ہمیں اس حقیقت سے بھی آگاہ رہنا چاہئے کہ روس کی نظر میں ایران کی جنوبی سرحدوں اور ساحل مکران پر لگی ہوئی ہیں۔ پاکستان کا ہمیشہ یہی موقف رہا ہے کہ روسی فوجیں غیر مشروط طور پر افغانستان سے نکل جائیں۔ پاکستان کے پیش کردہ اصولوں کو بین الاقوامی برادری، یورپی برادری اور غیر وابستہ ممالک کی حمایت بھی حاصل ہے ان تمام تنظیموں کے اعلانوں میں مندرجہ ذیل چار بنیادی اصولوں پر زور دیا گیا ہے۔

۱۔ افغانستان سے روسی فوجوں کا فوری انخلا۔

۲۔ افغانستان کی حاکمیت، علاقائی سالمیت، و سیاسی آزادی اور اس کی غیر وابستہ حیثیت بحال کی جائے۔

۳۔ افغان عوام کو اپنے معاشی و سیاسی اور معاشرتی نظام کے تعین کا حق دیا جائے۔

۴۔ افغان مہاجرین کی رضاکارانہ طور پر باعزت واپسی کیلئے سازگار ماحول پیدا کیا جائے۔

افغانستان کے معاملات کو طے کرنے کیلئے کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کو بہت سی تجاویز پیش کی گیئں جس پر کابل انتظامیہ نے کوئی توجہ نہیں دی لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہیں کہ آجکل اشترا کی روس نے اپنے نکلنے اور قومی مصالحت کی کوششیں کیوں شروع کر دی ہیں؟ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ افغان مجاہد عوام نے کبھی بھی غیروں کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا ہے بلکہ نہایت شجاعت کے ساتھ ہر سامراج سے دلیرانہ مقابلہ کیا ہے اور ہر حملہ آور دشمن کو شکست دی ہے۔ سکندر اعظم دنیا کے بیشتر ملکوں سے فاتح گزرا، لیکن افغانستان میں چھ سالوں تک پھنسا رہا۔ آخر کار راستے میں وفات پا گیا اور افغانستان پر اس کے قبضے کی خواہش ادھوری رہی۔ وہ سلطنتیں جن کی حکمرانی میں کئی ممالک شامل تھے ان کا زوال بھی اس سر زمین سے شروع ہوا۔ افغانستان اپنی جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے ہمیشہ بڑی طاقتوں کی کشمکش کی آماجگاہ رہا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے افغان مجاہد عوام نے ایمان و عقیدے کے بل پر ہر دشمن کو شکست دینے پر مجبور کردیا ہے۔ اس حقیقت کی نشان دہی روس

کی حالیہ نو سالہ جارحیت سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

روسی سامراج نے اس عرصہ کے دوران ہر قسم کے وحشت اور بربریت سے کام لیا ہے تاکہ افغان عوام کو زیر کر سکے اور اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکے۔ روس جارحیت کے سلسلے میں ڈیڑھ ملین سے زیادہ افغانوں کو روسی عفریت کھا چکی ہے، معیشت تباہ ہو گئی ہے ہزاروں کی تعداد میں بیگناہ افغان عوام روس کے اذیت خانوں میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ اور ملین تعداد لوگ ہمسایہ ملکوں کی خشک صحراوں میں انسانیت سوز زندگی گزار رہے ہے۔ کوئی گھرانہ ایسا نہیں جن کے عزیز رشتہ دار لا پتہ نہ ہوں۔ لیکن اس ساری صورت حال کے با وجود افغان عوام کے حوصلے حد درجہ بلند رہے ہیں۔ اور دشمن کے خلاف استقامت سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ اس طرح گرم پانیوں تک روس کی رسائی کا خواب ادھورا رہ گیا ہے۔

جب روسیوں نے یہ محسوس کر لیا کہ افغانوں کی مثال ایک کھڑی چٹان کی طرح ہے اور ان کی تسخیر نا ممکن ہے۔ تو اب وہ قومی مصالحت کی آڑ میں افغانستان سے نکلنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ اس پر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ افغانوں کی تحریک مزاحمت کو دبانہ ممکن نہیں۔

ہم اپنے افغان مجاھد بھائیوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ دن دور نہیں کہ روزنامہ پراودا جلی حروف سے یہ خبر شائع کرے گی کہ کیمونیزم افغانستان میں نا کام ہو گیا۔

افغانستان میں روسی قتل عام کے چند نمونے

(تحریر۔ محمد عارف غزوال)

1978 میں جب روس کی مدد سے افغان کمونسٹ پارٹی برسر اقتدار آئی تو ایک طرف افغانستان میں پکڑ دھکڑ کی پالیسی نے زور پکڑا دوسری طرف دنیا کی امن پسند اقوام افغانستان پر روسی حملے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اس کے بعد آج تک ہزاروں ایسے واقعات تاریخ کے صفحات پر دیکھے جا سکتے ہیں جسے سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تاریخ شاھد ہے کہ آج ہمارے ملک کی پتھر سے لیکر درخت اور ندیاں خون شہید سے گلنار ہیں اور یہ ان ہی جانبازوں کا کمال ہے کہ انہوں نے آزادی اور اسلام کی راہ میں اپنی پیاری سر زمین پر دشمن کے ناپاک قدم برداشت نہ کئے اور زبردست قربانیاں دیں۔ افغان شہیدوں کا خون ایسا خون ہے جس کا ایک ایک قطرہ پھول بنے گا او ان پھولوں کے پتے پتے سے آزادی کی مہک آئیگی۔

افغان مجاھد عوام نو سال سے دشمن کا ایسا مقابلہ کر رہے ھیں جس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں مل سکتی افغانوں کا کوئی خاندان ایسا نہیں جس کا کوئی فرد راہ حق میں زخمی یا شہید نہ ہوا ہو۔

روس کے وحشی فوجیوں نے نہ صرف افراد کی قتل عام پر اکتفا کیا بلکہ انہوں نے افغانستان کو اقتصادی طور پر بھی مفلوج کرنے میں کوئی کسر

نہیں چھوڑی۔ زراعت سے لیکر معیشت اور صنعت تک کو تباہ و برباد کر دیا گیا عام راستوں اور بلند پہاڑوں پر بارودی سرنگیں بچھا دی گئیں اوپر سے بم اور زمین سے زمین پر وہ جنگی وسائل استعمال کئے گئے جن کا تصور دوسری عالمگیر جنگ میں بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ قارئین کو ملک میں روسی مظالم سے روشناس کرانے کے لئے چند ایک واقعات نمونے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

42 فوجی ہلاک ہو گئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق دشمن کی فوجوں نے جب غزنی ڈیم سے 65 افراد کو افغان مجاہدین کے ساتھ امداد کرنے کے الزام میں گرفتار کیا تو رات کے اندھیرے میں ان کو باہر نکال کر ان سے تمام نقدی اور دیگر سامان چھین لیا اور اجتماعی قبروں میں زندہ دفن کیا۔ اسطرح ماہ دسمبر میں ایک سو افراد کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ ایک اور اطلاع میں کہا گیا کہ ضلع چار آسیاب میں بارہ علمائے دین کو تشدد



27 فروری کو صوبہ بامیان کے غور شہریوں نے دشمن کے ناپاک عزائم کے خلاف مسلح مزاحمت کا آغاز کیا۔ مجاہدین نے ان کو ا قابل فراموش شکست سے دو چار کیا انتقامی کاروائی کے طور پر انہوں نے شہر اور دیہات پر آگ برسائی جسکے نتیجے میں 436 مرد اور عورتیں جام شہادت نوش کر گئے۔ دوسری بار روسی فوجوں نے شدید بمباری کر کے 130 بے گناہ شہریوں کو شہید کر دیا۔ علاوہ ازین زہریلی گیس کا استعمال کیا ہوا کا رخ دشمن کی جانب تھا جسکی وجہ سے اسکے

کرنے کے بعد گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ علاوہ ازین روسی فوجوں نے اس علاقے کے تین سو آٹھ افراد کو گھروں سے نکال کر اجتماعی قبروں میں زندہ دفن کر دیا۔

مارچ میں روسی فوجی قافلہ جو کہ آٹھ سو ٹینکوں اور چالیس جیٹ طیاروں پر مشتمل تھا سرہ رودکی کو محاصرے میں لیتے ایسا شہر اور دیہات پر آتشین گولیاں برسائیں جس کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ مرد عورتیں اور بچے جان بحق ہوئے۔ علاوہ ازین کئی ہزار مکانات تباہ کر دیے

گئے با وثوق ذرائع کے مطابق روسی فوجوں نے چار باغ صفا کے علاقے میں بموں کی بارش کر دی جس سے تیس بے گناہ شہری ہلاک ہو گئے اسی طرح صوبہ تخار کے قلبرس نامی علاقے میں روسی فوجوں نے بے گناہ شہریوں کو باھر نکال کر گولیوں سے اڑا دیا۔ مزید ہو آن سرہ دودکی پر اچانک حملہ کر کے چالیس بے گناہ لوگوں کو ہلاک کیا گیا۔ کھڑی فصلوں کو جلا دیا گیا اور مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ ایک اور اطلاع کے مطابق روسی فوجوں نے صوبہ فاریات اور صوبہ جوز جان پر حملہ کیا جسکے نتیجے میں انہیں مجاھدین کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

(بشکریہ مجلہ قلم)

روس کی توسیع پسند پالیسی

(تحریر ع ریاض)

ماسکو بارھویں میلادی صدی میں ایک چھوٹا سا جنگلی گاوں تھا۔ دو سو پچاس سال قبل اس گاوں کے لوگ کازان اور تاتاری مسلمانوں کو خراج دیتے رہے۔ جب الیگزینڈر نووسکی اس گاوں کا سربراہ بنا تو اس پاس کے بہت سے گاوں کو اپنے قلمرو میں شامل کیا اور قازان کے سربراہ کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ ان دیہات کا جزیہ اکٹھا کر کے اس کے حوالے کرے۔ نووسکی ۱۳۳۲ تک مذکورہ گاوں سے جذیہ اکھٹا کر کے مسلمانوں کو دیتا رہا یہاں تک کہ وہ آہستہ آہستہ ایک ریاست کا سربراہ بن گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ اب وہ پاوں پر کھڑا ہو گیا تو اس نے قازان کو جذیہ دینے سے انکار کر دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ماسکو ایک مضبوط اور مستحکم ریاست کی حثیت سے ابھرا اور طاقتور فوج کا مالک بن گیا۔

اس کے بعد روسی حکمرانو لے یکے بعد دیگرے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ختم کر کے ان پر قبضہ کیا۔ ماسکو نے مشرق میں مسلمانوں اور مغرب میں عیسائیوں کی زمینوں پر قبضہ کیا۔ جہاں بھی وہ قبضہ جما لیتا وہاں کی ثقافت اور کلچر کو ختم کر دیتا اور روسی زبان کو رائج کرتا۔

سب سے پہلے انہوں نے یہ پالیسی اختیار کی کہ جس علاقے پر وہ قبضہ کرنا چاہتے تھے وہاں کے حکمرانوں کو فریب دیکر انہیں بلیک میل کرتے تھے بعد میں جب ان ملکوں کا استحکام اور سالمیت متزلزل ہونے لگتا تھا تو ان پر براہ راست حملہ کرتا۔ حملے کیلئے جواز اس طرح پیدا کرتا کہ سب سے پہلے اس ملک میں باھمی اختلافات پیدا کرتا اور پھر بعد میں اپنے ایجنٹوں کو سامنے لا کر ان کی وساطت سے پیر جما لیتا اور پھر اپنے ہی ایجنٹوں کو آپس میں لڑا کر مداخلت کے لئے جواز پیدا کرلیتا۔

۱۸۸۰ء تک انہوں نے وسط ایشیا کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں روس میں ضم کر لیا اگر چہ ان سر زمینوں پر قبضہ کرنا کوئی آسان نہ تھا صرف امام شامل نے (۷۵) سال تک مزاحمت کی۔ لیکن مسلمانوں کی باھمی بے اتفاقی کی وجہ سے یہ مزاحمت آگے نہ بڑھ سکی۔

۱۹۱۷ء میں بالشویک انقلاب تک چین سے ترکی تک کے طویل و عریض علاقے میں صرف بخارا ۔ خیوا اور فرغانہ اس کی دسترس سے محفوظ رہ گئے ان علاقوں میں کیمونسٹ انقلاب کے آنے سے مسلمانوں کے دینی احساسات ایک بار پھر زندہ ہو گئے۔ لوگوں نے کیمونیزم کے خلاف جہاد کر کے زبردست مقابلہ کیا لیکن بد قسمتی سے ایک طرف مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق نہ تھا اور دوسری طرف پڑوسی ملکوں نے کھل کر امداد نہ دی جس کے نتیجے میں تحریک مزاحمت ناکامی سے دو چار ہو گئی۔

تحریک اسلامی کی ناکامی کے بعد روسی حکمرانوں نے مساجد کو گوداموں میں تبدیل کیا اور لائبریریوں کو جلا دیا عربی رسم الخط کو ختم کر کے لاتینی رسم الخط کو رواج دیا۔ علاوہ ازیں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو خون کی ندیوں میں نہلا دیا اور ہزاروں کو جبری محنت کے کیمپوں میں نظر بند کیا۔

وسط ایشیا کیمونسٹ روس آج کل سولہ ریاستوں پر مشتمل ہے ان ریاستوں میں ازبکستان ۔ تاجکستان ۔ ترکمنستان ۔ قزاقستان ۔ قرغزستان آذربائیجان ۔ جارجیا اور آرمینیا وہ ریاستیں ہیں جن میں نوے فیصد اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اس کے



علاوہ کاکیشیا ۔ کریمیا ۔ تاتار اور باشکر سے 75% فیصد مسلمان رہتے ہیں۔ مندرجہ بالا ریاستوں میں سے پانچ اور کیمونسٹ چین کی ایک ریاست (سنکیانگ)

ترکستان کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ لیکن جب روس نے ان ریاستوں پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے اس کا نام تبدیل کر کے وسط ایشیا رکھ دیا۔ پھر یہ کہ اس علاقے کو کئی حصوں میں تقسیم کردیا اور ہر حصے کیلئے الگ سا نام تجویز کیا۔ ان محکوم ریاستوں کی کل آبادی 55 ملین ہے۔ ان میں سے 88% مسلمان ہیں۔ سب سے پہلے اس علاقے کو عتبہ بن فرحد اور بکر بن عبداللہ نے رسول ﷺ کے زمانے میں فتح کیا تھا۔ لیکن اموی خلیفہ (عبدالملک بن مروان) کے زمانے میں قتیبہ بن مسلم باہلی نے ۷۰۶ء میں اس علاقے کا دورہ کیا اور نو سال جہاد کرنے کے بعد پورے علاقے میں اسلام پھیلادیا۔ سمرقند میں مسلمانوں کے اہم مرکز کا افتتاح ہوا اور ایک شاندار مسجد بھی تعمیر کی اس کے بعد یہ علاقے اموی اور عباسی حکمرانوں کی طرف سے کنٹرول ہوتے رہے لیکن 882ء سے 699ء تک ترکستان ایک آزاد مملکت کی حیثیت رکھتا تھا اور اسے سامانی خاندان کنٹرول کرتا تھا۔ اٹھارویں صدی میں جب بخارا اور خیوہ کی طرح ترکستان کئی حصوں میں تقسیم ہوا تو روسی حکمرانو نے اس پر قبضہ کرنے کے منصوبے پر کام شروع کیا۔ اگر چہ مزاحمت زیادہ عرصے تک جاری رہی لیکن آخر کار 1926ء میں حکومت زار نے ترکستان پر قبضہ کیا۔ لیکن کیمونسٹ انقلاب کے آنے سے پہلے ترکستان کو مذہبی آزادی دے دی گئی تھی۔

روس کی محکوم ریاستوں میں زیادہ عرصے تک اسلامی روایات اور تبلیغ آزاد تھی اور یہ علاقے تہذیب و تمدن کے مرکز بنے رہے۔ مولانا عبدالرحمان جامی نے خوب کہا ہے

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند

محمد بن عبدالرھند والی جو بلخ کے مشہور عالم تھے وہ اپنے علم و بصیرت کی وجہ سے ابوحنیفہ کے نام سے مشہور تھے وہ بخارا میں وفات پا گئے۔ مسولی کے مصنف عبدالعزیز بن احمد الملوانی بھی نجارا کے رھنے والے تھے۔ نقسبندیہ طریقے کی مؤسس خواجہ بہاوالدین مبارک بھی وھیں کے رھنے والے تھے تاشقند کا پرانہ نام شاش تھا احوال الشاشی کے مصنف بھی اس شہر کا رھنے والا تھا۔ علاوہ ازیں بے شمار علماء اور دانشور اس علاقے میں گزرے ہیں جن کا ذ کر کرنا یہاں ممکن نہیں۔

ایک دردناک واقعہ

اخبار مسرق تاریخ ۲ اگست

پشاور یکم اگست (ای-این-ایس) گذشتہ ھفتہ صوبہ کابل کے علاقہ دہ سبز میں مجاھدین کے ایک مشہور کمانڈر داد گل اور اس کے تین ساتھی مجاھدین کو (کے-جی-بی) کے سدھائے ہوئے کتوں کے آگے ڈال دیا گیا ان خونخوار کتوں کو خاص طور پر انسانی گوشت کھانے کیلئے سدھایا گیا ہے۔ گرفتار ہونے والے مجاھدین کو ھاتھ پاوں باندھ کر ان کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے تا کہ وہ بے بسی اور اذیت کی موت میں مر سکیں۔

البنیان خبر رسان ایجنسی نے کابل سے با خبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

محاذ

صاحب امتیاز: کلچرل کمیٹی ملی اسلامی محاذ

سال اول ☆ شمارہ دوم ☆ مئی، جون، جولائی ۱۹۸۷ء

اس شمارے میں

پتہ

کلچرل کمیٹی
محاذ ملی اسلامی افغانستان
کبابیان
پشاور

بدل اشتراک:
سالانہ : ۸۰ روپے
ششماہی : ۴۰ روپے
فی پرچہ : ۸ روپے

بیرونی ممالک
۳۰ ڈالر
سالانہ

ذرائع کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ دہ سبز کے علاقے میں ایک غریب شخص اور ایک با اثر مقامی آدمی میں اراضی کے ایک قطعہ پر تنازعہ تھا دونوں نے علاقے میں مجاھدین کے کمانڈر داد گل سے رابطہ قائم کر کے ثالثی کی درخواست کی جسے

کمانڈر داد گل نے منظور کر لیا اور فریقین کے دلائل سننے کے بعد غریب شخص کے حق میں فیصلہ دے دیا دوسرا مقامی شخص جو دولت مند اور با اثر تھا اس فیصلہ پر کمانڈر داد گل کے خلاف ھو گیا اور اس نے خاد کے حکام سے رابطہ قائم کر کے کمانڈر داد گل اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جاسوسی کر دی جس پر خاد اور کے-جی-بی کے دستوں نے جو خونخوار کتے لیکر آئے تھے علاقہ کا محاصرہ کر کے کمانڈر داد گل اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا بعد ازاں انہوں نے دو مجاھدین کو موقعہ پر ھی گولی مار کر ھلاک کر دیا اور پھر داد گل اور اس کے تین دیگر ساتھیوں کے ھاتھ پاوں باندھ کر انہیں کے-جی-بی کے بھوکے اور خونخوار کتوں کے آگے ڈال دیا علاقے کے بے بس شہری یہ اذیت ناک منظر دیکھ رہے تھے جب ان کتوں نے مجاھدین اور ان کے کمانڈر کو کاٹ کاٹ کر ھلاک کر دیا اور ان کا گوشت کھا گئے۔

افغانستان میں روسی مظالم کی داستان

(تحریر روکیانی)

جب روسی فوج افغان عوام کے جذبہ ایمانی اور شجاعت کو دبا نہ سکے اور افغانستان کے مختلف مقامات پر ان کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا تو انہوں نے اس شکست کا بدلہ لینے کیلئے افغان عوام کا قتل عام شروع کیا۔ روسی سامراج نے افغان عوام کی نسل کشی کیلئے ھر قسم کا جدید ترین اسلحہ او بم استعمال کئے۔ اس سلسلے میں کھلونا بم قابل ذکر ہیں جو مختلف شکلوں میں پھینکے جاتے تھے مثال کے طور پر گھڑیوں میں اور ماچس کی شکل میں لوگوں کو ھلاک کرنے کیلئے جٹ طیاروں سے گرائے جاتے جس سے کئی بے گناہ لوگ زخمی اور شہید ہوئے۔ صوبہ بغلان کے مزار گاؤں کے چند باشندے آبکول سے کچھ فاصلے پر پہاڑ میں اونٹ چرانے کے لئے گئے تھے جہاں انہوں نے اونٹ چرانے کے بعد جب عصر کے وقت واپس آنے کا ارادہ کیا تو آبکول کے اس پار انکو گھڑیاں اور دیگر خوبصورت چیزیں نظر آنے لگیں۔ اس دوران زاوالدین ولد عظیم الدین نے ایک بیٹری اٹھائی اور اپنے چچازاد بھائی (سعدالدین) کو بلا کر کہا مجھے بیٹری مل گئی اس نے فوراً اسکو کہا کہ خبردار یہ بم ہے دور پھینک دو۔ زاوالدین کو پتہ ھی نہ تھا کہ اس نے ایک اور بم پر پیر رکھا ہے جو کہ اس کے پاوں کے نیچے پھٹ گیا۔ سعدالدین نے اس کو بچانے کیلئے دوڑ لگائی جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے بھی غلطی سے دوسرے بم پر پیر رکھ

دیا جس سے وہ بھی شدید زخمی ہوا۔ اس سے چند قدم آگے جمال الدین اور گل خان بھی ایسے ہی حادثے کا شکار ہو گئے۔ اس کے علاوہ چار اور بم پھٹ گئے جس سے چار اونٹ ہلاک ہو گئے۔ جمال الدین نے زخمی حالت میں نہایت مشکل سے اپنے آپکو گاؤں تک پہنچایا اس وقت جب شام کی سیاہی پھیل چکی تھی ایک اور شخص (گلبدین) بھی روسی مظالم کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوا علاوہ ازیں چار اور آدمی شہید ہوئے لیکن سعد الدین جو کہ بم پھٹنے کے نتیجے میں زخمی ہوا تھا کسی طرح پشاور پہنچا دیا گیا۔ سعد الدین علاج و معالجے کے دوران ٹھیک نہ ہو سکا آخر کار اس کا ایک پیر کاٹ دیا گیا۔

جون 1985 میں قریباً تین سو ٹینکوں پر سوار روسی فوجی صوبہ بلخ کی تحصیل چمتال میں داخل ہو گئے اور کوہ البرز کے اس پاس گھیرا ڈال دیا۔ وہاں سے بارگاہ پر گولہ باری شروع کی جس کے نتیجے میں 324 مکان تباہ ہو گئے۔ حاجی غلام رسول کے گھر کو آگ لگا دی گئی جس کے نتیجے میں بچے اور عورتیں جھلس گئیں۔ حاجی غلام رسول کے گھر کو اس لئے آگ لگائی تھی کہ وہ مجاہدین کی مدد کیا کرتا تھا۔

جنوری 1980 میں روسی فوج بھاری اسلحہ سمیت صوبہ ننگرھار تحصیل کامہ میں داخل ہوگئے انہوں نے حملہ کر کے ارئیک۔ شیر گڑ۔ میرزا خیل اور خسرہ کے لوگوں کو نہایت بے دردی سے قتل کیا اور زیادہ تعداد میں لوگوں کو ٹینکوں کے نیچے کچل دیا۔

اسی طرح 1985 میں روسی فوجوں کا ایک اور قافلہ افغان کمونسٹوں سمیت ایک بار پھر تحصیل کامہ میں داخل ہو گئے۔ علاقے کے مجاہدین نے ان کا سترہ گھنٹے تک مقابلہ کیا جس کے نتیجے میں روسی فوجوں کو شکست ہوئی۔ واپس جاتے ہوئے انہوں نے ایک گاؤں تباہ کیا اور ایک مسجد کو شہید کیا۔ 1986 میں روسی فوجوں نے تیسری بار کامہ پر حملہ کیا اور بہت سے بے گناہ لوگوں کو شہید کیا واپس جاتے ہوئے انہوں نے مسجد میں قرآن مجید کے اندر بم رکھ دیا۔ ایک غازی نے مسجد جا کر جب قرآن مجید اٹھایا تو اس کے نیچے رکھا ہوا بم پھٹ گیا اور وہ شخص اور



قرآن مجید دونوں شہید ہو گئیے۔ جولائی 1985 میں روسی فوجوں نے خمکنی پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں گلبت خان خاندان کے تمام افراد شہید کئیے گئیے۔ علاوہ ازیں دری خولی گاوں میں هیلی کاپٹروں سے چھاتہ بردار فوج اتاری گئی۔ گاوں کے لوگ اگرچہ پہلے هی هجرت کرچکے تھے اور چند ایک گوالے گاوں میں رہ رہے تھے وہ روسی افواج دیکھ کر محفوظ مقامات پر چلے گئے روسی فوجوں کو جب گاوں میں کچھ نہ ملا تو انہوں نے راستے میں بارودی سرنگیں بچھا دیں پہاڑوں سے واپس آنے والے لوگوں منی سے بہت سے لوگ ان بارودی سرنگوں کے پھٹنے کی وجہ سے شہید ہوئیے۔ اسی طرح روسی فوجوں نے جاجی میں کوٹکی گاوں پر حملہ کر کے غلام رسول کے دو بیٹوں اور ان کے ایک ساتھی کو گرفتار کیا اس دوران غلام رسول کا ایک بیٹا بھاگ نکلا روسی درندوں نے باقی دونوں کو شہید کیا۔

1983 میں جب روسی فوجوں نے شکردرہ پر حملہ کیا تو مجاهدین نے ان کا سخت مقابلہ کیا ایک مجاهد نے روسیو پر فائرنگ کی جس کے بدلے روسیوں نے آٹھ عورتوں کو شہید کیا۔

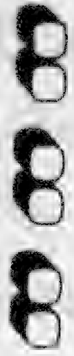
بشکریہ مجلہ قلم

مسلمان فوجیوں نے ہتھیار پھینک کر اپنے آپ کو مجاهدین کے حوالہ کردیا

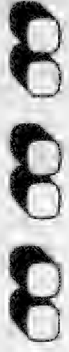
افغان کٹھ پتلی انتظامیہ جبراً بھرتی کی پالیسی پر عمل پیرا ہے لیکن مسلمان فوجی هر لحظہ مجاهدین سے ملنے کی متمنی ہیں۔ یہ بات افغان مجاهدین سے آ ملنے والے افغان فوجیوں نے بتائی۔

پچھلے دنوں قندهار ۔ غزنی ۔ کابل ۔ پروان بغلان ۔ تخار سے بھاگ کر آنے والے فوجیوں سے محاذ کے نامہ نگار نے جو انٹرویو لیا تھا وہ کارئین کے پیش خدمت ہے۔

افغان فوجیوں کے سربراہ گل محمد خان ولد حاجی حبیب اللہ نے نامہ نگار کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا وزارت داخلہ کی سیکورٹی گارڈ تین یونٹوں پر مشتمل ہوتا ہے همارا تعلق بھی ان هی یونٹوں سے ہے جب سے هم فوج سے منسلک ہوئے اس وقت سے لیکر آج تک هم نے حکمران طبقہ کے اندر اسلام کا نام هی تک نہیں دیکھا ہے ان کی تمام حرکات اسلام کے خلاف میں ایک طرف وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف مسلمانو کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ ان تمام حالات کو قریب سے دیکھنے کے بعد هم نے فیصلہ کیا کہ اپنے افسروں کو قتل کرکے مجاهدین کے پاس چلے جائیں۔ پس اسی وقت رات کے ایک بجے هم نے کچھ ساتھیوں کی مدد سے کچھ آفسروں کو قتل کیا اور مجاهدین کی طرف بھاگ نکلے۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا هم نے ایک مشین گن ایک مخابرہ (وائر لس) اور بارہ کلاشنکوف مجاهدین کے حوالے کر دئیے۔ انہوں نے کہا کہ هم نے عہد کیا ہے کہ اسلام کی سر بلندی اور وطن کی آزادی کی خاطر آخری

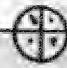






دم تک لڑیں گے۔ آخر میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مجاھدین نے ھمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے ھم ان کے شکر گزار ہیں۔

فیض اللہ توفیق



راہ حق کے شہداء



شہید بھائی گل ولد میرزی صوبہ پکتیا تحصیل میدان کا رہنے والا تھا۔ مجاھد بھائی اپنی جد و جھد کے ملسلہ میں آخر کار مورخہ 1986 کو ایک شدید جھڑپ کے دوران شہید ھو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

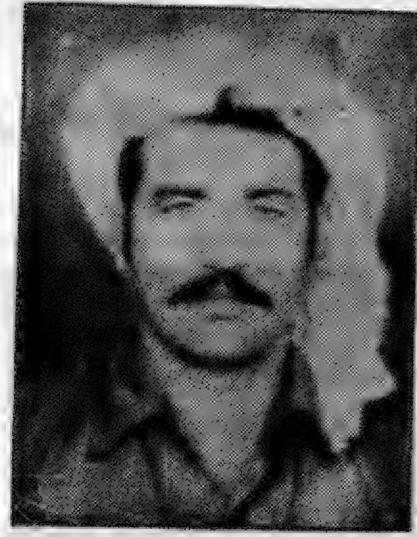
شہید بھائی مستانہ گل ولد سید نظیم خان صوبہ لوگر تحصیل ازرہ کاریک دلیر مجاھد تھا جو ملک



میں کیمونسٹی نظام کے قیام کے آمد کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کی صف میں کھڑا ھواء اور بہت سی شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ نتیجے میں مورخہ 1978 میں مقام والالی میں دشمن کی وحشیانہ بمباری کی وجہ سے شہید ھوگئے

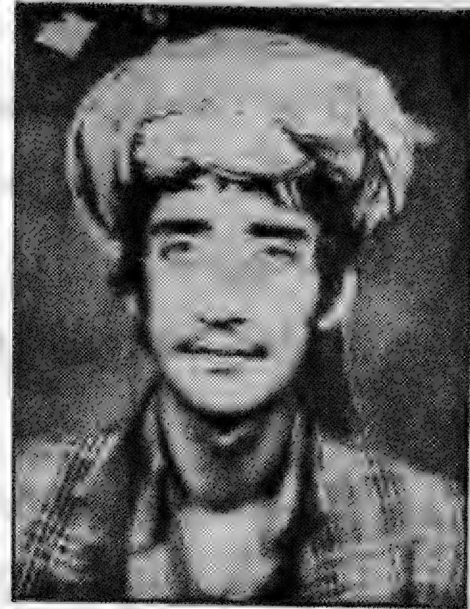
انا للہ و انا الیہ راجعون

شہید بھائی عصمت اللہ ولد حاجی فیض محمد صوبہ پکتیا قبیلہ سید خانخیل سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے مزدور حکومت کے قیام کے ساتھ جہاد کے مقدس راستے میں بھر پور جد و جہد شروع کی



اور اس سلسلے میں حتی الوسع کوششیں سر انجام دیں۔ آخر کار مورخہ 1986 کو دشمن کے بم پھٹنے کی وجہ سے شہادت کے اعلیٰ مقام تک پہنچ گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی جمال الدین ولد میوہ خان صوبہ پکتیا تحصیل زرگی کا رہنے والا تھا۔ بھائی صاحب پوری صداقت اور ایمانداری کے ساتھ جہاد کے مقدس راستے میں مزید جد و جہد کے نتیجے میں مورخہ 1986 دشمن کے بم پھٹنے سے شہید ہوئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

شہید بھائی باز گل ولد عبدالحمید قبیلہ منگل صوبہ پکتیا تحصیل چمکنی کا وہ دلیر اور شجاع مجاہد تھا جو اسلامی عقیدے کی رو سے جہاد کے سرگرم محاذوں میں زیادہ حد تک جد و جہد کی اور بہت سے مقابلوں میں حصہ لیا۔ آخر کار ایک



آمنے سامنے لڑائی میں دشمن کی فائرنگ سے شہید ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی جنت گل ولد ربدی خان صوبہ پکتیا کا رہنے والا تھا۔ جو روس کی وحشیانہ ہوائی بمباری کے ذریعہ مورخہ 1986 اپنے حقیقی خدا سے جا ملے۔

شہید بھائی اقبال محمد ولد حاجی عبدالقادر

صوبہ پکتیا تحصیل زازی کا رہنے والا تھا جو جہاد کی ابتداء سے اپنی جد و جہد شروع کی۔ بہت سی کاروائیوں میں حصہ لیا۔ آخر کار ایک شدید اور خونین معرکہ کے دوران دشمن کی فائرنگ سے واصل



جنت ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

شہید بھائی ببرک ولد داد محمد صوبہ پکتیا کا رھنے والا تھا جو بیشتر جھڑپوں کے دوران دشمن



کو جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے۔ نتیجے میں روس کی وحشیانہ بمباری کی وجہ سے شہادت کا درجہ حاصل کیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی بسم اللہ ولد بہادر صوبہ پکتیا

ضلع خوست کا رھنے والا تھا جو دین اور وطن کی دشمنوں کے ہاتھ سے مورخہ 1986 شہید ہوا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی کمال الدین ولد حاجی خلیفہ صوبہ پکتیا کا رھنے والا تھا۔ بہ نڈر اور غیور مجاہد روسی مزدوروں کے ہاتھوں سے مورخہ 1986 میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

شہید بھائی عبداللطیف ولد حاجی لیک صالح ۱۳۳۲ ش صوبہ پکتیا تحصیل زازی میں متولد ہو گئے اس شجاع اور جانباز شہید نے اپنی ابتدائی تعلیمات اٹھویں جماعت تک صوبہ کندوز کی شیرخان



نامی کالج میں حاصل کی۔ لیکن بعد میں معاشی مشکلات کی رو سے تعلیم کے حصول سے دستبردار

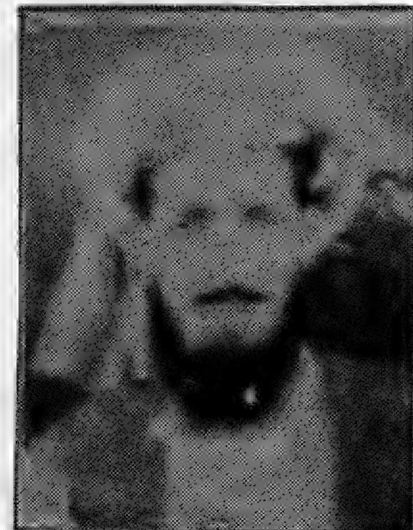
ہو گئے۔ جب کمیونسٹوں نے افغانستان کی زمام اقتدار سنبھال لیا تو پھر شہید بھائی اپنی اسلامی ذمہ داری کی بناء پر اسلام کے شیدائیوں سے اپنے دین اور وطن کے دفاع کی خاطر آ ملے۔ شہید بھائی چھ سالہ جہاد کے بعد صوبہ کندوز سے صوبہ پکتیا گئے اور وہاں تحصیل زازی میں پوری شجاعت کے ساتھ تین سال مسلح جہاد کیا۔ جب مجاہدین نے دشمن کے خلاف منصوبی طرح کی تو شہید بھائی نے سو سے زیادہ بموں کو نا کارہ بنا دیا۔ آخر کار دشمن کے بم کے پھٹنے سے جان بحق ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی سور گل ولد بدری صوبہ پکتیا تحصیل خوست کا رہنے والا تھا۔ جو روس کی وحشیانہ بمباری کے سلسلے میں مورخہ 1986 میں شہید ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی حاجی برات ولد غازی خان صوبہ پکتیا کا رہنے والا تھا۔ اس دلیر مجاہد نے جہاد کے مقدس راستے میں مزید کاروائیاں سر انجام دیں۔ نتیجے میں اسلام دشمن عناصر کی ہوائی بمباری کی وجہ سے شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی پائندہ ولد سدوزی صوبہ پکتیا کا وہ شجاع مجاہد تھا، جو اپنی اسلامی ذمہ داریوں کو آخری سانس تک انجام دیتا رہا۔ آخر کار مورخہ 1986 ایک مقابل جھڑپ میں دشمن کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی عبدالغفور ولد سکندر صوبہ بغلان کے علی خواجہ گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اس جانباز شہید نے اعلائے الکمتہ اللہ اور اپنے وطن کی آزادی کی خاطر شاندار کاروائیاں سر انجام دیں۔ نتیجے میں

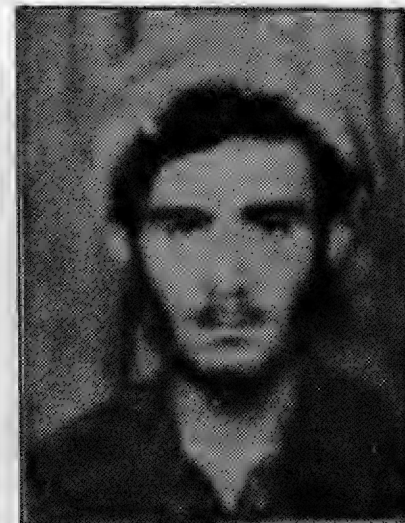
کامیاب کاروائیوں کے بعد ایک مقابل جھڑپ کے دوران واصل جنت ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



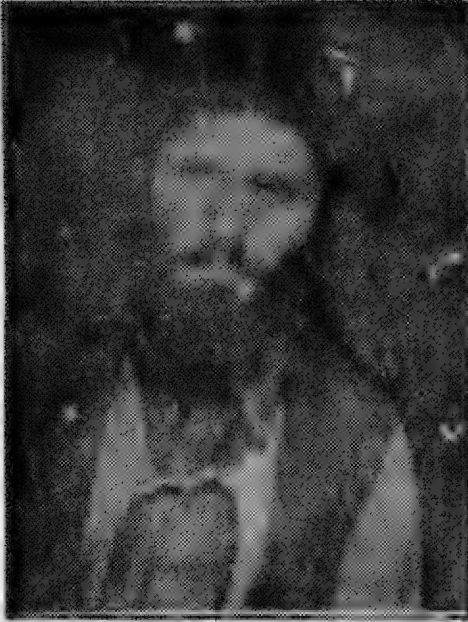
شہید بھائی محمد غوث ولد سکندر صوبہ بغلان

علی خواجہ گاوں کا رھنے والا تھا شہید بھائی آغاز سے اس مقدس راستے میں حصہ لیا اور بیشتر جھڑپوں کے سلسلے میں دشمن کو بہت مالی و جانی نقصان پہنچایا ہے۔ نتیجے میں ایک شدید لڑائی کے دوران دشمن کی فائرنگ سے شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔



شہید بھائی واضح گل ولد صالح گل صوبہ

پکتیا کا رھنے والا تھا۔ اس جانباز اور غیور مجاھد نے اسلام دشمن اورانسان دشمن عناصر کو بہت سے ہی مالی اور جانی نقصان پہنچائے ھیں۔ آخر کار مورخہ 1986 دشمن کی ہوائی بمباری کی وجہ سے جان بحق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی محمد امیر ولد حاجی فیروز خان

صوبہ پکتیا کا رھنے والا تھا۔ اس نڈر مجاھد نے آخری سانس تک اپنے اسلامی فرائض اچھی طرح سے سر انجام دیے ھیں۔ نتیجے میں مزید جد و جہد کے بعد مورخہ 1986 میں شہید ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون



شہید بھائی نجم الدین ولد یاسین صوبہ پکتیا

تحصیل خوست حصارک گاوں کا رھنے والا تھا۔ اس کی عمر پچاس سال بتائی گئی ہے۔ اور ملک کے اندر کمیونیسٹی نظام کی آمد کے ساتھ جہاد مقدس میں حصہ لیا ہے اور پورے آٹھ سال اس مقدس راستے میں کسی طرح بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور بیشتر جنگوں میں شرکت کی۔ آخر کار مورخہ 1986 کی آخری دنوں میں دشمن کی وحشیانہ بمباری کی وجہ سے شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔

موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام
مکر و فنِ خواجگی کاش سمجھتا غلام!
شرعِ ملوکانہ میں جدّتِ احکام دیکھ!
صور کا غوغا حلال، حشر کی لذّت حرام
اے کہ غلامی سے ہے روح تری مضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام



مجاہدین اور مہاجرین کے منتخب شوریٰ

افغانستان میں روسی سامراج کے خلاف افغان مجاہدین کی سرفروشانہ اور تاریخ ساز جد و جہد ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے۔ انہوں نے بے سرو سامانی کے باوجود اپنے جذبہ ایمانی سے دنیا پر ثابت کیا کہ اگر کوئی قوم زندہ رہنے کی خواہش کرتی ہے اور اس سلسلے میں قربانیاں دینے کیلئے آمادہ ہو تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت انہیں آزادی کی نعمت سے محروم نہیں کرسکتی۔ اور وسائل کی کمی کے باوجود اپنے جذبہ حریت سے اپنے سے بڑے دشمن کے دانت کھٹے کر سکتا ہے۔ افغان عوام نے روسی جارحیت کے خلاف جو تاریخ ساز جد و جہد شروع کی ہے اس نے ساری روئے زمین کی دوسری چھوٹی قوموں کو زندہ رہنے کا حوصلہ بخشا ہے اور انہیں جارح قوتوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا درس دیا ہے۔

تاریخ اسلام سرفروشان اسلام کی ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جس میں توحید کے پروانوں نے شمع حق کی خاطر بڑی بڑی قوتوں کے خلاف میدان عمل میں آئے ہیں اور انہیں نیست و نابود کیا ہے۔ افغان عوام آج اپنے اسلاف کی تاریخ ایک دفعہ پھر نہایت آب و تاب سے دوھرا رہے ہیں۔ اشتراکی روس کا گھمنڈ خاک میں ملا رہے ہیں۔ افغان عوام جس مردانگی اور پامردی سے روسی فوجیوں کے چھکے چھڑا رہے ہیں. اس نے تمام آزاد دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے اور وہ افغان عوام کے جذبہ حریت کو سلام کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں ابھی تک قابل افسوس امر دیکھنے میں آیا ہے وہ یہ کہ مجاہدین کی صفوں میں باھمی اتحاد کا فقدان ہے۔ جو افغانستان کی تحریک آزادی کیلئے ایک بڑے شگون کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجاہدین کی مختلف تنظیموں کے درمیان کئی مرتبہ اتحاد پیدا کرنیکی کوشش کی اور وقتی طور پر اس سلسلے میں کچھ کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں لیکن ان کامیابیوں نے پائیدار اور دیرپا شکل اختیار نہیں کی۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان اتحادوں کے قیام کے وقت افغان عوام کو اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا اور نہ ھی اس سلسلے میں افغان عوام کی رائے کا احترام کیا گیا تھا۔ آخرکار افغان مجاہدین کی تنظیموں میں یہ اتحاد ائتلاف کی شکل میں نمود کر گیا جو کہ اب بھی قائم ہے۔ اتحاد کی یہ صورت اگرچہ کسی حد تک مفید ہے لیکن اس کے باوجود یہ افغان عوام کی خواھشات اور امنگوں کی ترجمانی نہیں کرتا۔

افغان عوام کے روحانی پیشوا اور محاذ ملی اسلامی کے سربراہ سید احمد گیلانی آفندی ابتداء ھی سے اتحاد مجاہدین کے داعی رہے ہیں۔ وہ آغاز ھی سے اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ اگر ھمیں افغانستان کی آزادی عزیز ہو تو پھر افغان عوام کی آرزوں اور امنگوں کا پورا پورا احترام کرنا ہو گا۔ اور جد و جہد کے ہر مرحلے پر ان کو ساتھ لیکر چلنا ہو گا۔ کیونکہ افغانستان کے موجودہ جہاد کا اصل سرمایہ، افغان عوام ھی ہیں جنھوں نے بے

سرو سامانی کے باوجود روسیوں پر افغانستان کی سر زمین تنگ کر رکھی ہے۔ سید احمد گیلانی آفندی کا یہ خیال تھا کہ افغان عوام کی جد و جہد کو منظم اور تیز کرنے کی خاطر ہمیں مجاہدین اور مہاجرین کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ایک ایسی شوریٰ بنانی چاہیے جو افغان عوام احساسات کا صحیح فہم و ادراک رکھتے ہوں۔ ان کے خیال میں ان نمائندوں پر مشتمل جو بھی اتحاد وجود میں آئے گا اسے افغان عوام کی حمایت حاصل ہو گی مہاجرین اور مجاہدین کے نمائندوں پر مشتمل یہ شوریٰ روسی فوجوں کی واپسی کی صورت میں افغانستان میں ایک عبوری حکومت کی تشکیل کریں گے جو کہ افغانستان میں عام انتخابات کیلئے راہ ہموار کرے گی۔ اتحاد کے اس اصول کو محاذ ملی اسلامی کے منشور میں کلیدی اہمیت حاصل رہی ہے۔

یہ امر نہایت خوش آئند ہے کہ سید احمد گیلانی آفندی کی اس تجویز کی مجاہدین کی دوسری تنظیموں نے بھی پذیرائی کی اور اس کو افغانستان کی جد و جہد آزادی کے لئے ایک نیک فال قرار دی۔
تین ماہ قبل محاذ ملی اسلامی کی شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے محاذ کے سربراہ سید احمد گیلانی آفندی نے مجوزہ شوریٰ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

افغان مہاجرین اور مجاہدین کے شوریٰ کے ارکان آئیندہ چھ ماہ میں منتخب ہو جائیں گے۔ اس شوریٰ میں اسی فیصد ارکان مجاہدین اور ۲۰ فیصد مہاجرین میں سے منتخب کئے جائیں گے۔

ان انتخابات میں اشخاص نہیں بلکہ افغان عوام میں سے لوگ منتخب ہونگے۔ ہر وہ شخص جو محاذ جنگ میں سر بر پیکار ہو، خواہ وہ کسی بھی تنظیم سے تعلق رکھتا ہو، وہ انتخابات میں حصہ لے سکتا ہے علاوہ ازین شوریٰ کے ارکان شوریٰ کا سربراہ بھی منتخب کریں گے۔

ابھی تک جو بھی اتحاد قائم اور اس کے ٹوٹنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس میں مہاجرین اور مجاہدین کے منتخب ارکان نے حصہ نہیں لیا تھا جسکی وجہ سے کوئی بھی اتحاد کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکا۔ لیکن اب جو اتحاد بنا ہے اس میں مہاجرین اور مجاہدین کے نمائندوں نے حصہ لیا ہے اور اتحاد ٹوٹنے کا خطرہ کم ہو گیا ہے۔ ابھی تک اتحاد کا تین ماہ کیلئے ایک سربراہ یا ترجمان منتخب ہوتا چلا آ رہا تھا اب شوریٰ کے ارکان پارٹیوں کے لیڈروں میں سے ایک شخص چند سال کیلئے بحیثیت ترجمان انتخاب کریں گے۔ اور حالات کے تقاضوں کے مطابق شوریٰ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ مذکورہ ترجمان سے اختیارات واپس لے لیں۔ البتہ یہ کاروائی قانون کے دائرۂ کار میں ہو گی۔ بعض اہم ملکی مسائل حل کرنے کیلئے بہتر یہ ہو گا کہ افغان عوام یہ اختیار منتخب نمائندوں کو دے دیں۔ آخر میں پیر سید احمد گیلانی نے حزب اسلامی کے سربراہ گلبدین حکمتیار کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ان کی تجویز کی تائید کی۔

ہم اتحاد اسلامی افغانستان کی موجودہ جد و جہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور

اور تمام پارٹیوں کے رهنماوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ عمل کے میدان میں بھی مثبت قدم اٹھائیں۔ ھم اپنے مجاھد عوام کو اس اتحاد و اتفاق کی مبارک باد دیتے ہیں۔ امید ہے وطن کی آزادی کے بعد بھی یہ اتحاد قائم رہے گا۔

مجلس شوریٰ آئندہ چھ ماہ میں تشکیل ہو جائیگی

موجودہ سیاسی صورت حال پر روحانی پیشوا اور ملی اسلامی محاذ کے رهنما پیر سید احمد گیلانی سے نمائندہ محاذ کا انٹرویو :

روحانی پیشوا اور محاذ ملی اسلامی افغانستان کے رهنما سید احمد گیلانی افغان تحریک جہاد کے ان مقتدر لیڈروں میں سے جنہوں نے وطن عزیز کی آزادی اور اسلام کی سر بلندی کی خاطر تمام خطرات اور خواهشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے روسی استعمار کے خلاف اعلان جهاد کیا۔ پچھلے دنوں موجودہ سیاسی صورت حال پر ان سے نمائندہ محاذ نے جو مختصر انٹرویو لیا تھا وہ ھم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں .

سوال : اتحاد اسلامی کی مجلس شوریٰ کے قیام میں تعطل کب سے پیدا ہوا ہے اور اس کی اصل وجہ کیا ہے کہ ایک بار پھر افغان لیڈروں کا اجلاس بلا کر اهم فیصلے کرنے پڑے۔

جواب : مجلس شوریٰ میں تعطل مشترکہ کمیشن کے وجود میں آنے سے پیدا ہوا تھا۔ جو کہ مجاهدین کی عبوری حکومت کے منشور بنانے کیلئے بنایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ جب کمیشن کی طرف سے تیار کردہ منشور کا مسودہ عالی شوریٰ کو پیش کیا گیا تو اس پر غور کرنے کیلئے بھی ھمیں وقت کی ضرورت تھی۔ سب سے اهم بات یہ کہ ھمیں اپنے نصب العین کے حصول کیلئے متحد ہو کر کام کرنا چاهیئے اور یہ کام اتحاد کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اتحاد میں شامل جماعتوں نے اهم فیصلے کئے۔ یہ بات تصدیق شدہ اور مسلمہ ہے کہ محاذ ملی اسلامی مجاهدین کی تنظیموں اتحاد کا داعی ہے اس لئے ھمیں اس بات پر خوشی ہے کہ بالآخر



ھماری تجویز کو اتحاد کی سطح پر قبولیت حاصل ہوئی۔

سوال : مجلس شوریٰ کب تشکیل ہو گی اور اس کا طریقہ کار کیا ہو گا۔

جواب : آئیندہ چھ ماہ میں مجلس شوریٰ کی

اجلاس ہو گا اور اس کی تشکیل اس طرح ہو گی کہ اس میں مجاھدین اور مہاجرین کے نمائندے شریک ہونگے مہاجرین کی شمولیت کا طریقہ کار یوں ہو گا کہ مہاجرین کیمپوں میں حزب کو ووٹ دیں گے اور ہر حزب اپنی اکثریت کی بنا پر شوریٰ کے لئے لوگ منتخب کریں گے۔ مجاھدین کے نمایندے تحصیل ضلع اور ڈویژن کی سطح پر کمانڈر منتخب کریں گے اور اس کی شمولیت کو خاصی اھمیت دی جائے گی۔ کیونکہ مجاھدین ھی ملت افغانستان کے حقیقی نمائیندے ہیں۔

سوال : پارٹیوں کےدرمیان انتخابات کی صورت میں یہ سوال ذھہن میں آتا ہے کہ کیا ان پارٹیوں کو بھی رائے دھی کا حق دیا جائیگا جو ایران میں ہیں۔ اس کے علاوہ عرب ممالک اور مغربی ممالک میں افغان پناہ گزینوں کی شمولیت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

جواب : ایران میں موجود افغان پارٹیوں سے ابھی تک بات چیت نہیں ہوئی ہے بہر حال یہ مسلہ زیر غور ہے لیکن تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے ہاں انھیں حق رائے دھی ضرور حاصل ہو گی۔ وہ جس پارٹی کو چاہے پسند کریں۔ اس کے علاوہ ایران اور پاکستان سے باھر مہاجرین کو بھی حق رائے دھی حاصل ہے۔

سوال : کیا نامزد ارکان بھی پارٹیوں کی طرف سے شوریٰ کے لئے منتخب ہو جائیں گے ؟

جواب : مہاجرین کے رائے دھی کی بناء پر جو پارٹیاں شوریٰ کے انتخابات میں پوزیشن حاصل کریں گی در حقیقت یہی لوگ پارٹیوں کے واقعی نمائندے ہوں گے۔

سوال : مجاھدین کے بعض لیڈروں نے کہا ہے کہ مجاھدین کی حکومت بن جائے گی حالانکہ اس وقت غیر جانبدار حکومت کی باتیں ہو رھی ہیں یہ بتائیے کہ اتحاد اسلامی مجاھدین افغانستان نے کس قسم کی حکومت بنانے کا فیصلہ کیا ہے ؟

جواب : مشترکہ کمیشن کی جدوجہد اور کام کے نتیجے میں اس وقت مجاھدین نےعبوری حکومت کے بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ حکومت مجاھدین کی طرف سے تشکیل ہو گی۔ ظاھر ھے کہ عبوری حکومت بنانے کا حق مجاھدین کو حاصل ہے جنہوں نے کم از کم نو سال سے پوری بہادری کے ساتھ روسی سامراج کا مقابلہ کیا اور تکالیفیں برداشت کیں ہیں۔ یہ حکومت اس وقت زمام اقتدار سنبھالیں گے جب روسی فوجیں افغانستان سے نکل جائینگی۔ دوسری بات یہ کہ مجاھدین کی جو بھی حکومت ہو گی وہ غیر جانبدار نہیں رہ سکتی وہ مجاھدین ھی کی حکومت ہو گی لیکن غیرجانبدار حکومت اگر بن بھی جائے تو وہ مجاھدین اور کیمونسٹوں سے ہٹ کر تیسرے فریق کی طرف سے بنے گی مگر اس قسم کی حکومت بھی مجاھدین کی مرضی کے بغیر معرض وجود میں نہیں آ سکتی۔ ہاں اس صورت میں ایک غیر جانبدار حکومت ملی محاذ اسلامی کے لئے قابل قبول ہو گی۔ جب اس کا سربراہ مسلمان اور افغان ہو گا۔ جس کے نتیجے میں روسی فوجیں افغانستان سے نکل جائیں اور افغانستان کی آزادی ۔ قومی حاکمیت ۔ ارضی تمامیت ۔ اسلامی تشخص اور غیر جانبداری کی ضمانت دی جائے۔

سوال : کیا غیرجانبدار حکومت میں کمونسٹوں کے ساتھ اشتراک ممکن ہے ؟

جواب : اگر مجاھدین کمونیسٹوں کے ساتھ حکومت میں شامل ہو جائیں تو غیر جانبدار نہیں بلکہ ایک مخلوط حکومت ہو گی۔ لیکن اتحاد نے فیصلہ کیا ہے کہ کمونسٹوں کے ساتھ اشتراک کا سوال ھی پیدا نہیں ہوتا۔

سوال : پچھلے دنوں فرانس کے وزیر خارجہ پاکستان کے دورے پر آئے تھے انہوں نے مجاھدین کے رھنماوں سے بھی بات چیت کی تھی جن میں آپ بھی شامل تھے اس کے ساتھ کئی موضوعات پر بات چیت ہوئی ؟

جواب : جی ھاں میں نے دیگر رھنماوں کی موجودگی میں ان سے بات چیت کی ہے اس ملاقات میں مسئلہ افغانستان کے علاوہ مہاجرین سے متعلقہ مسائل اور افغان مہاجرین کیلئے فرانس کی طرف سے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر دی جانے والی امداد پر بھی بات چیت ہوئی۔

افغانستان کی حالیہ جہاد حق اور باطل کا معرکہ ہے

(تحریر دین محمد گران)

اگر انسانی تاریخ پر سرسری نظر ڈالی جائے تو مندرجہ بالا آیت کہاں ہے؟ یہ حقیقت واضع ہو جاتی ہے کہ حق و باطل کے درمیان جنگ کبھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ یہ دو فریق آپس میں ابتداء ھی سے بر سر پیکار ہیں۔ یا بالفاظ دیگر رحمان کے پیرو کاروں اور شیطان کے پیرو کاروں کے درمیان معرکہ روز اول سے جاری ہیں۔ معرکہ حق و باطل میں حصہ لینے والے دونوں فریقوں کے نصب العین جدا جدا ہیں۔ باین ترتیب مسلمان ھر وقت اسلام کی سر بلندی اور حصول رضائے الہی کی خاطر لڑتا ہے۔ اس بر عکس کفار باطل کے غلبہ اور شیطانی قانون کے نفاذ کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے ان دونوں قوموں کے بارے میں واضح فرق بتایا ہے۔

وہ لوگ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں
وہ اللہ کے واستے میں لڑتے ہیں اور وہ لوگ جو کافر ہیں وہ طاغوت اور شیطان کے واستے میں لڑتے ھیں۔ پس اے مسلمانوں ! شیطان کے پیرو کاروں سے لڑو۔ بیشک شیطان کے فریب اور ھتکنڈے کمزور ہیں۔

(القرآن)

اس لئے اگر شیطانی قوتیں مادی لحاظ سے جتنی بھی طاقتور ہوں تو یہ در حقیقت ایک قسم کا فریب سمجھا جاتا ہے۔ اور کبھی بھی وہ ایمان کے جذبے سے سر شار مجاھدین کو شکست نہیں دے سکتے حق کے پیرو کاروں کے پاس اگر چہ مادی اور جنگی وسائل نہ بھی ہوں تب بھی وہ کامیاب ھیں اور خدا کی تائید و حمایت ان کے ساتھ ہے۔ ایسے کئی واقعات تاریخ کے صفحات میں موجود ھیں جن سے ظاھر ہوتا ہے کہ حق کے پیرو کاروں نے شیطانی طاقتوں کی بہت بڑی طاقت کو بھی شکست سے دو چار کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالی شہداء

کا خون ضائع نہیں کرتا اور ان کے خون کے بدلے میں ضرور کوئی نہ کوئی کامیابی عطا فرماتا ہے۔

ہمارے ملک افغانستین میں موجودہ جہاد حق و باطل کا معرکہ ہے اور یہ معرکہ کفر و اسلام کے درمیان ایک فیصلہ کن معرکہ ہے اس مقدس جنگ میں روزانہ ہزاروں مسلمان جام شہادت نوش کرتے ہیں اور ہزاروں سائیں بیوہ بن جاتی ھیں۔ اس لئے کہ روس چاھتا ہے کہ افغانستان کے اسلامی تشخص اور اسلامی شعائر کو پامال کیا جائے اور اس کی جگہ الحادی قوانین اور ثقافت نافذ کریں۔ لیکن افغان مسلمان عوام پورے جذبے کے ساتھ نو سال سے روسی سامراج کے خلاف مصروف جہاد ھیں روس نے تمام مادی وسائل کی مدد سے افغانستان میں جنگ کا آغاز کیا ہے۔ در اصل اس کا مقصد ھی یہی ہے کہ وہ افغانستان اور پھر پاکستان کو فتح کر کے بحر ھند کے گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرے پھر ھند تک پھنچنے کے لئے پیٹرکبیر نے اپنے وصیت نامے میں جو ھدایات چھوڑی ھیں اسی کے مطابق روسی سامراج سب کچھ کررہے ہیں وہ افغ نستان میں فوجی اڈوں کے علاوہ نظریاتی محاذ پر بھی نہایت تیزی سے کام کر رہے ہیں اس لئے انہوں نے افغان حکمرانو کو یکے بعد دیگرے قتل کر کے ۱۹۵۷ھ ش میں افغانستان کا نقشہ تبدیل کر دیا اور اپنے نمک خوار ایجنٹوں کو افغانستان کی مسند اقتدار پر بٹھایا جب اقتدار روسی ایجنٹوں کے پاس آگیا تو انہوں نے نہایت بے دردی سے افغان عوام کا قتل عام شروع کیا۔ اور حکومت کے ملازمین سے روسی غلامی کے تحت کام لینا شروع کیا اس روز کے بعد انہوں نے ھزاروں لوگوں کو یا تو قتل کیا یا پھر ایسی سنگین سزائیں دینا شروع کیں جن کو سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ھو جاتے ھیں۔ مساجد کو مٹی کے ڈھیر میں تبدیل کیا۔

روس نے اس پر بھی بس نہ کیا اور ۱۹۷۹ میں آزاد خود مختار افغانستان پر براہ راست حملہ کیا جس کے نتیجے میں روس کے خلاف عوام کی نفرت اور بھی بڑھ گئی اور اسلحہ لیکر اعلان جہاد کیا جب اسلام کے شیدائی میدان جہاد میں آگئے تو ان کے ایمانی جذبے نے روسی سامراج اور اس کے پیروکاروں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اور روس جیسے عظیم سامراجی طاقت کو واپس جانے پر مجبور کیا۔

اسلام میں سب سے اہم فرض یہ ہے کہ پوری متانت کے ساتھ دین کی حفاظت کی جائے اور کسی کو اپنی آزاد سر زمین پر بلا اجازت قدم نہ رکھنے دیا جائے اس طرح مسلمانوں کو اسلام کی سر بلندی کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاھیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

خدا کی راہ میں جہاد کیلئے ایک شام اور ایک صبح دنیا و ما فیھما سے بہتر ہے۔ علاوہ ازین جہاد کا ایک دن ماہ رمضان اور رات کی نمازوں سے بہتر ہے۔

ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

قال قلت یا رسول اللہ آی العمل افضل - - - قال الایمان با اللہ و الجھاد فی سبیلہ، اسلام نے حق کو زندہ رکھنے کیلئے نہ صرف اپنے پیروکاروں کو جہاد کی اجازت دی ہے بلکہ اس سلسلے میں

تاکید بھی کی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے و قاتلو فی سبیل اللہ الذین یقاتلو لکم الایہ ۔۔۔۔۔ یعنی جو لوگ آپ سے لڑتے ہیں ان کے خلاف خدا کے لئے جنگ کریں۔ دوسری آیت میں یوں فرمایا ہے و اقتلو ھم حیث ثقفتمو ھم و اخرجوھم من حیث اخرجوکم۔ یہ ظالم لوگ جہاں بھی آپ کو ملیں وہیں انہیں ختم کرو اور جہاں سے آپ کو نکالا گیا ہے وہاں سے ان کو نکال دو۔

و قاتلو ھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الذین اللہ. آپ ان سے اس وقت تک لڑیں تا کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ کیلئے باقی رہ جائے۔

قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو لوگ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں وہ ضرور اپنے آپ کو خوش قسمت پائیں گے. جیسا کے خدا نے فرمایا ہے۔

الذین امنو و ھاجروا وجاھد وا فی سبیل اللہ با موالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولیک ھم الفائرون .

وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے ہیں ھجرت کی ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے مال و جان سے اللہ کے نزدیک ان کے درجے بہت بلند ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونگے۔

کمیونیزم در اصل ایک الحادی فلسفہ اور بد ترین معاشرتی نظام ہے۔ اس نظام کے پیرو کاروں نے نہ صرف افغانستان میں بلکہ دنیا کے دیگر ملکوں میں خون کی ندیاں بہائی ہیں اور ایسے مظالم کئے ہیں جس کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ کیمونیزم نے سب کیلئے دین کو افیون قرار دیا ہے۔ اور دوسرے مذاھب کی بہ نسبت ان کی دشمنی اسلام کے ساتھ زیادہ ہے۔ یہ دشمنی اب وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کی تاریخ میں با آسانی دیکھ سکتے ھیں۔ روس نے وسط ایشیا کی مسلم ریاستون میں رھنے والے اسلام پسند لوگوں کو یکے بعد دیگرے قتل کیا مساجد اور مدارس کے علاوہ عربی رسم الخط اور اسلامی ثقافت کا نام تک مٹا دیا لیکن ان تمام مظالم کے با وجود پھر بھی اسلام وسط ایشا کے مسلمانوں کے دلوں میں اب بھی روشن ہے اور وہ موقع ملتے ھی اپنے آپ کو روسی سامراج کے تسلط سے آزاد کریں سے۔

اس مضمون میں یہ تمام بحث و مباحثہ صرف اس لئے کہا گیا ہے تا کہ افغان مسلمان عوام آپس میں اختلافات ختم کر کے باھم متحد ھو جائیں اور ھر قسم کی شخصیت پرستی سے دور رھیں۔

اتحاد و اتفاق کے سلسے میں خداوند (ج) نے فرمایا ہے۔

ان اللہ یحب الذین امنوا یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان موصوص.

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو خدا کی راہ باھم مل کر لڑتے ہیں.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے.

المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً

محاذ ملی افغانستان نے ہر وقت اتحاد و اتفاق کی حمایت کی ہے۔ اس سلسلے میں پیر سید احمد گیلانی صاحب کی تقاریر آپ کے سامنے ھیں۔ آپ سب کو معلوم ھونا چاہیے کہ واحد قیادت اور



محاذ